ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

12 صفر المظفر ۱۴۳۵ھ —— دسمبر ۲۰۱۳ء

مجلسِ احرارِ اسلام

عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے 84 سال

1929ء — 2013ء

انسانوں کا بنایا ہوا نظام

’’کسی زمین کو حاصل کرنے سے پیشتر اللہ کا نظام اپنے دلوں پر قائم کریں۔ فرنگی کی ڈیڑھ سو سالہ غلامی سے جو دل زنگ آلود ہو چکے ہیں، انھیں ایمان کی کسوٹی پر پرکھیں تاکہ کفر کے نظامِ حکومت کی جو آلائشیں اس پر جم چکی ہیں، وہ صاف ہو جائیں۔ آپ نے کوئی زمین حاصل کر بھی لی تو جو نظام آپ قائم کریں گے وہ انسانوں کا بنا ہوا ہوگا۔ جس کی ہر شق کفر کے آئین سے ماخوذ ہوگی۔‘‘

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(سہارن پور۔ مئی ۱۹۴۳ء) (’’حیاتِ امیر شریعت‘‘، جانباز مرزا، صفحہ ۲۷۷)

- انتخاب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ
- حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما
- ’’آدابِ حکمرانی کورس‘‘ داخلہ محدود ہے
- شیعہ سنی فسادات...... تاریخی پس منظر اور حل
- دہشت گردی اور ہمارے کالم نویس!
- دجّال قادیاں کی تحریفات اور کذب بیانیاں

إن الحكم إلا لله
احرار
۱۹۲۹ء

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردار و ایک ہو جاؤ (سید ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

36 ویں سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس

تاریخ 12 ربیع الاول 1435ھ جامع مسجد احرار چناب نگر

زیر صدارت

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی

امیر
مجلس احرار اسلام پاکستان

مہمانِ خصوصی

حضرۃ مولانا

صاحبزادہ عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی

خانقاہ سراجیہ
کندیاں
نائب امیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

پروگرام ان شاء اللہ

درس قرآن کریم: بعد نماز فجر نقاریر دس بجے تا ظہر

حسب سابق بعد نماز ظہر فرزندانِ اسلام، مجاہدینِ ختم نبوت اور سرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا۔ دورانِ جلوس مختلف مقامات پر زعماء احرار خطاب فرمائیں گے۔

جملہ مکاتب فکر کے سرکردہ رہنما تحریک ختم نبوت کے قائدین، زعماء احرار، وکلاء صحافی، دانشور اور طالب علم رہنما خطاب کریں گے نیز قادیانیوں کو دعوتِ اسلام کا فریضہ دہرایا جائے گا

منجانب تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ: چناب نگر: 0301-3138803,047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-35912644 چیچہ وطنی: 040-5482253

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (بانی)

ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ (بانی)

جلد 24 شمارہ 12 صفر المظفر 1435ھ —— دسمبر 2013ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	شیعہ سنی فسادات...... تاریخ پس منظر اور حل	صبیح ہمدانی	2
شذرات:	دہشت گردی اور ہمارے کالم نویس! تحریک انسدادِ سود کا قیام	عبد اللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	''آدابِ حکمرانی کورس'' داخلہ محدود ہے	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	7
//	غلطیہائے مضامین...... بہ سلسلہ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	سید محمد کفیل بخاری	9
دین و دانش:	انتخاب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ (قسط: 1)	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	16
//	حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما اہل سنت والجماعت کی نظر میں	مفتی ابوالخیر عارف محمود	22
ادبیات:	نعت بحضور خاتم النبیین ﷺ	امام اہل سنت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	33
//	منقبت در مدح اصحاب محمد رضی اللہ عنہم	محمد سلمان قریشی	34
//	مدینہ منورہ (زادھا تنویرا)	پروفیسر محمد رفیق اذفر	36
آپ بیتی:	''ورق ورق زندگی'' (قسط: ۳۰)	پروفیسر خالد شبیر احمد	37
یادِ رفتگاں:	مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے	شعیب ودود	43
مطالعہ قادیانیت:	دجالِ قادیاں کی تحریفات اور کذب بیانیاں (آخری قسط)	حافظ عبید اللہ	45
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	51
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	56
اشاریہ:	اشاریہ ''نقیبِ ختمِ نبوت'' 2013	مرتب: محمد یوسف شاد	57

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت پیر جی ابن امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر

عبد اللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین

محمد نعمان سنجرانی

nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— -/200 روپے

بیرون ملک ——— -/4000 روپے

فی شمارہ ——— -/20 روپے

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوت شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

ترسیل زر بنام ماہنامہ نقیب ختم نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر 1-5278-100

بینک 0278 یو بی ایل ... ملتان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

صبیح ہمدانی

شیعہ سنی فسادات......تاریخی پس منظر اور حل

ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اہلِ اسلام نئے اسلامی سال کے آغاز پر قسم قسم کے خدشات وخطرات میں گرفتار تھے۔ بلکہ اس بار خطروں کی سنگینی وشدّت پہلے برسوں سے کہیں بڑھ کر تھی۔ وہ حضرات جنھوں نے ۸۰ کی دہائی کے اواخر اور ۹۰ کے ابتدائی حالات کو دیکھ رکھا تھا، کافی دنوں سے مومنینِ اہلِ سنّت کو متنبّہ کر رہے تھے کہ اس بار بھی حالات وواقعات کی رفتار ولایتِ فقیہ کی بالجبر برآمد کی ابتدائی کوششوں سے مماثل ہے۔ آخر وہی ہوا جو اہلِ فراست کو نظر آ رہا تھا۔ ۱۵ نومبر ۲۰۱۳ء مطابق ۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ کو راولپنڈی کے مدرسہ تعلیم القرآن پر مسلّح ماتمی جلوس کی مجرمانہ چڑھائی اور اُس کے بعد سربریت ودرندگی کے واقعے نے اُمّت کے دلوں کو زخمی کر دیا۔ ہر صاحبِ فکر آدمی اُمّت اسلامیہ کے اس قضیے کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو گیا۔

فوری طور پر سرکاری حکام اور ذرائع ابلاغ کے ردِعمل نے بہت سے سوالات کھڑے کیے۔ شہداء کی اصل تعداد کو چھپانا، مجرمانہ حملے کی منظّم اور باقاعدہ کارروائی کو ''دو گروہوں کا جھگڑا'' قرار دینا، کرفیو اور اطلاعات کے بلیک آؤٹ کے ذریعے امّت کو مظلومین کی تعزیت سے بھی محروم کرنا، ورثائے شہداء کو حراست میں رکھنا حتی کہ غیر روایتی ذرائعِ اطلاع (سوشل میڈیا) پر مظلومین کا تذکرہ کرنے والوں کو دھمکانا اور اس جیسے دیگر اقدامات سے اُن معصوم لوگوں کو بھی کسی قدر اضطراب ہوا جو ابھی تک جمہوری ریاست کے استبدادی نظام سے خوش امید تھے اور نعروں، احتجاجوں اور مذمتی قراردادوں کے ذریعے سے اسلامی مقاصد حاصل ہو سکنے کی غلط فہمیوں میں مبتلا تھے۔ گویا یہ حقیقت کھُل کر سامنے آ گئی کہ جمہوری نظامِ جبر واستبداد عامۃ المسلمین کے جان ومال وآبرو کی حفاظت کرنے میں بالکل ناکام ہے اور میڈیا کے کارندے حق وباطل کے معرکے میں ہمیشہ باطل کے پلڑے میں اپنا وزن ڈالنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

میڈیائی جہلِ مرکب میں مبتلا دو پایہ جانداروں کے ریوڑ نے اس موقع پر حسبِ عادات ومفادات امّت کے اذہان کو بہکانے اور انتشار وپراگندگی سے آلودہ کرنے کی اپنی مکروہ روش کو نبھائے رکھا۔ اور نان ایشوز کو ایشوز بنا کر دکھانے اور اُن کا ہوّا عوام کے دلوں میں بٹھانے کی کوشش میں لگے رہے۔ مثلاً کہا گیا کہ شیعہ سنی دونوں فرقوں کو ایک ہو جانا چاہیے اور در اصل شیعہ سنی ایک ہی ہیں، بس چند غیر ملکی سازشیں اور نادیدہ ہاتھ اور الا بلا اور اود بلاؤ اور وغیرہ وغیرہ دونوں میں افتراق پیدا کر رہے ہیں۔ لاریب اس طرح کی بات وہی شخص کر سکتا ہے جو شیعہ سنی اختلافات کی نوعیت سے اصلاً لاعلم وناواقف ہو۔ (یعنی میڈیا کا ''اینکر'' ہو، کہ ان روزوں ''جہالت شرطِ اول ہے صحافت کے قرینوں میں'')۔

اہلِ اسلام اور اہلِ تشیّع کے مابین اختلافات سطحی اور معمولی نہیں بلکہ عمیق اور بنیادی نوعیّت کے ہیں۔ لیکن

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ۱۴۰۰ برس سے امت ان اختلافات کے ساتھ پُرامن طریقے سے گزران کرتی رہی۔ تاریخ کے اس سفر میں روافض کے مختلف افراد اور گروہوں کی وجہ سے ملت اسلامیہ کو متعدد مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس طویل عرصے میں کبھی ''شیعہ سنی فسادات'' نام کی کوئی چیز ہمیں نظر نہیں آتی۔ جس کی اکلوتی وجہ یہ تھی کہ اُمّت خلافت کی نعمت سے فیض یاب تھی اور جمہوریت کے شر سے محفوظ۔ چنانچہ شیعہ سنی کو ایک کرنے کی لایعنی اور بے نتیجہ کوششوں پر زور دینے کی بجائے اس چیز کو حاصل کرنے کی محنت کرنی چاہیے جس کا حاصل کرنا ممکن ہو۔ یعنی تشیع و تسنن کی پرامن بقائے باہمی (Peaceful Co-Existence) جس کا حصول ایک بار پہلے بھی چشمِ فلک دیکھ چکی ہے۔

اہلِ تشیع و اہلِ سنت والجماعت کے درمیان معاشرتی سطح پر ان خونی تصادموں کا تاریخی سراغ ہمیں ایرانی ولایتِ فقیہ کے قیام سے پہلے نہیں ملتا۔ یادش بخیر ابھی زیادہ دن نہیں گزرے کہ ہم ولایتِ فقیہ کے متجددانہ عقیدے سے واقف نہیں تھے۔ بلکہ ہمارا تو کیا ذکر خود شیعہ حضرات کے لیے بھی یہ ایک نیا عقیدہ ہے۔ انقلاب خمینی سے پہلے کا تشیّع تقیّہ کے محور پر گھومتا تھا۔ اصولِ کافی (اثناعشری مذہب کی معتبر ترین کتاب) کی روایت کے مطابق امامِ منتظر کی آمد سے پہلے جو بھی علَم (برائے جہاد و انتقام) بلند کیا جائے اس کا تھامنے والا طاغوت ہے کہ اللہ کے ماسوا اس کی بندگی کی جاتی ہے (الکافی: ۸/۲۹۵)۔ اسی معنی میں مسٹر خمینی اہلِ اسلام کے محسن ہیں کہ انھوں نے رفض و تشیّع سے تقیہ کے اس پردے کو اتار کر ہمیں اصلی چہرہ دیکھنے کا موقع فراہم کیا۔ ان کے لائے ہوئے انقلاب کے فوراً بعد وہ جوہری تبدیلی واقع ہوئی جسے اُن کے الفاظ میں ''مستضعفینِ جہاں کا مستکبرینِ جہاں کے خلاف قیام'' کہا جاتا ہے۔

الفاظ کا شکوہ ایسی ساحرانہ شے ہے کہ امّت ایک عرصہ ان الفاظ کی دلکشی میں مبتلا رہی۔ پھر اس خوبصورت جملے کے مفاہیم و معانی رفتہ رفتہ آشکار ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ آج انقلاب ۱۹۷۹ء کے سٹنٹ ڈائریکٹرز بھی جان چکے ہیں کہ خوبصورت الفاظ اور بلند آہنگ نعروں کے زور پر چلنے والا اُن کا پراجیکٹ امت کو مزید نہیں بہلا سکتا۔ چنانچہ وہ انقلاب جسے فرانس میں ڈیزائن کیا گیا تھا طواغیتِ زمانہ کے مشہور مرکز ''جنیوا'' میں کھلے عام اس سے معاملات طے کر لیے گئے۔ بلاشبہ یہ اولوا الابصار کے لیے ایک واضح نشانی ہے کہ وہ کفر کے حلیفوں اور حریفوں کو پہچانیں اور اپنے قیام کی صف کا تعین کر لیں۔

ہمارے خیال میں عالمی انقلاب پروموٹرز لمیٹڈ کو اس عمل پر مجبور کرنے میں سب سے زیادہ کردار شام کی پاک سرزمین کے مقدس جہادی عمل کا ہے جس نے بشار الاسد، حزب اللہ، ایران اور روس کی متحدہ افواج کو میدان میں دھول چٹا کر پیغمبرِ آخر الزمان کی ان پیشگوئیوں کو پورا کیا ہے جن میں فتنے کے زمانے میں ایمان کے ''شام'' میں ہونے کی اطلاع دی گئی تھی۔

عبداللطیف خالد چیمہ

دہشت گردی اور ہمارے کالم نویس!

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جو کچھ آ رہا ہے اگر ساتھ ساتھ اس کا جائزہ لے کر جواب دینے کے لیے منصوبہ بندی نہ کی گئی تو ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدیں مزید خطرات سے لاحق ہو جائیں گی ،علماء اور مذہبی جماعتوں کا نام لے کر قیام ملک کے مقاصد کو پس پُشت ڈال کر لکھنے اور بولنے والوں کی بڑی تعداد اپنی اپنی کمین گاہوں میں بیٹھ کر جن کا کھا رہے ہیں اُن کا حق الخدمت بھی ادا کر رہے ہیں۔ ''برملا'' کے نام سے روزنامہ ''ایکسپریس'' کے کالم نویس جناب نصرت جاوید اپنے ۳۱/ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو ''نظریاتی تقسیم'' کے عنوان سے اپنے کالم میں رقمطراز ہیں کہ

''دہشت گردی اس وقت پاکستان کا سنگین مسئلہ ہے۔اس کی جڑیں مذہبی انتہاء پسندی کی سوچ سے پروان چڑھی ہیں۔قیامِ پاکستان کے چند ہی ماہ بعد '' قراردادِ مقاصد'' نے اس سوچ کو فروغ دینے اور مستحکم کرنے کی ذمہ داری ریاست کے سر تھونپ دی اور پھر لاہور میں جو پہلا مارشل لاء لگا،وہ اسی قضیے کا شاخسانہ تھا۔۱۹۷۴ء میں ایک مسلک کو ریاستی سطح پر ''غیر مسلم'' قرار دینے کے بعد ہم ۱۹۷۷ء تک پہنچے اور ذوالفقار علی بھٹو جیسے ''روشن خیال'' نے وہ سب کچھ مان لیا جس کا ''نظامِ مصطفیٰ'' والے مطالبہ کر رہے تھے۔وہ سب مان کر بھی پھانسی چڑھ گیا۔مگر اس کا نام لے کر جنرل ضیاء کے خلاف طویل جدوجہد کے دوران کوڑے کھانے والے پھر بھی سمجھ نہ پائے۔ ہر صورت میں اقتدار حاصل کرنے اور اسے طویل تر کرنے کے چکروں میں اُلجھ کر رہ گئے۔وہ محض اقتدار کی سیاست میں ملوث ہو گئے تو ''نظریاتی سیاست'' دوسرے گروہوں کی یرغمال بن گئی۔جب یہ طے ہو چکا کہ پاکستان میں صرف ''اسلامی نظام'' رائج ہوگا تو یہ ڈھونڈنا بھی ضروری ہو گیا کہ ''حقیقی اسلام'' کیا ہے اور ''سچا مسلمان'' کون۔یہ دونوں چیزیں طے کرتے ہوئے ہم مسلکی اختلافات کو گہرے سے گہرا کرتے چلے گئے۔مجھ جیسے لکھنے والے اپنی جان کے خوف سے اس ضمن میں دن بدن گھمبیر ہوتی معاشرتی تقسیم کا ذکر کرنے سے گھبراتے ہیں۔اِدھر اُدھر کی ہانک کر اپنے کالم لکھ ڈالتے ہیں۔''

ہم نے کالم کا صرف ایک پیراگراف درج کیا ہے اور اِس میں درج مندرجات کا جائزہ لینے سے پہلے جناب نصرت جاوید سے درخواست کرنا چاہیں گے کہ وہ غصے میں نہ آئیں ،تاریخ اور معروضی صورتحال کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جائزہ لیں۔دہشت گردی یقیناً پاکستان کا سب سے سنگین مسئلہ ہے،اس کو پروان چڑھانے کا غصہ ''قراردادمقاصد'' پر نہ نکالئے بلکہ اس کے اصل عوامل ومحرکات کا ذکر کر دیجئے۔پھر لاہور میں پہلا مارشل لاء تو تحریک ختم نبوت پر آزمایا گیا اور دس ہزار نہتے مسلمانوں کو اس لئے شہید کر دیا گیا کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر رہے تھے!

۱۹۷۴ء میں کسی مسلک کو''ریاستی سطح'' پر غیر مسلم قرار دینے سے پہلے اگر آپ نے اس مسلک (فتنہ ارتداد مرزائیہ) کے عقائد خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کا مطالعہ کرلیا ہوتا تو مناسب ہوتا وہ تو خود اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے الگ کر چکے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ مقاطعہ کی دعوت دے رہے تھے۔صرف دو تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (''کلمۃ الفصل'' ص110، از مرزا بشیر)

''کُل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (''آئینہ صداقت'' ص35، از مرزا بشیر)

رہی آپ کی بات ''حقیقی اسلام'' کیا ہے اور ''سچا مسلمان'' کون ہے تو پہلے قرارداد مقاصد ملاحظہ فرمائیں! ''اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔اس نے جمہور کے ذریعے مملکت پاکستان کو جو اختیار سونپا ہے، وہ اس کی مقررہ حدود کے اندر مقدس امانت کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔

مجلس دستور ساز نے جو جمہور پاکستان کی نمائندہ ہے، آزاد خود مختار پاکستان کے لیے ایک دستور مرتب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

جس کی رو سے مملکت اپنے اختیارات واقتدار کو جمہور کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے گی۔

جس کی رو سے اسلام کے جمہوریت، حریت، مساوات، رواداری اور عدل عمرانی کے اصولوں کا پورا اتباع کیا جائے گا۔

جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو قرآن وسنت میں درج اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق ترتیب دے سکیں۔

جس کی رو سے اس امر کا قرار واقعی اہتمام کیا جائے گا کہ اقلیتیں، اپنے مذاہب پر عقیدہ رکھنے عمل کرنے اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دینے کے لیے آزاد ہوں۔

جس کی رو سے وہ علاقے جو اب تک پاکستان میں داخل یا شامل ہو جائیں، ایک وفاق بنائیں گے، جس کے صوبوں کو مقررہ اختیار واقتدار کی حد تک خود مختاری حاصل ہوگی۔

جس کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے گی اور ان حقوق میں جہاں تک قانون واخلاق اجازت دیں، مساوات، حیثیت ومواقع، قانون کی نظر میں برابری، عمرانی، اقتصادی اور سیاسی انصاف، اظہار خیال، عقیدہ، دین، عبادت اور جماعت سازی کی آزادی شامل ہوگی۔

جس کی رو سے اقلیتوں اور پسماندہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا قرار واقعی انتظام کیا جائے گا۔

جس کی رو سے نظام عدل گستری کی آزادی پوری طرح محفوظ ہوگی۔

جس کی رو سے وفاق کے علاقوں کی صیانت، آزادی اور جملہ حقوق، بشمول خشکی وتری اور فضا پر صیانت کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔

تاکہ اہل پاکستان فلاح و بہبود کی منزل پاسکیں اور اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز وممتاز مقام حاصل کریں اور امن عالم اور بنی نوع انسان کی ترقی وخوشحالی کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کرسکیں۔''

یہاں ہم موصوف کالم نگار سے استفسار چاہیں گے کہ اس میں کون سی بات ان کی طبع پر گراں گزری ہے اور کون سی شق دہشت گردی کو فروغ دینے والی ہے؟ شذرے میں گنجائش ہوتی تو ہم یہاں ان کی خدمت میں ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کرام کے مرتب کردہ تیئیس نکاتی دستوری خاکے کو شق وار درج کر دیتے جو مرتب کر کے اُس وقت بھی یہ جواب دے دیا گیا تھا کہ تمام مکاتب فکر اسلامی نظام کے نفاذ میں ایک ہیں۔

تحریک انسداد سود کا قیام

وفاقی شرعی عدالت نے کم وبیش دس سال قبل سود کو خلاف اسلام قرار دے کر ملک میں متبادل غیر سودی نظام رائج کرنے کا حکم دیا تو سپریم کورٹ کے شریعت ایپلٹ بنچ میں اپیل دائر کر دی گئی تو اس میں چند ترامیم کے ساتھ فیصلے کو برقرار رکھا۔ یہ کیس پھر سے وفاقی شرعی عدالت کے سپرد کر کے از سر نو سماعت کا اعلان آچکا ہے۔ ملی مجلس شرعی اور بعض سرکردہ حضرات نے غور وفکر کے بعد اِس کو آگے بڑھایا ہے اور عدالتی فریق بننے کے ساتھ ساتھ رائے عامہ کو بیدار ومنظم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم اِس جدوجہد کا خیر مقدم بھی کرتے ہیں اور ''تحریک انسداد سود'' کے ساتھ مکمل تعاون کا اعلان کرتے ہیں۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

’’آدابِ حکمرانی کورس‘‘ داخلہ محدود ہے

سردار جی نے بیٹے سے پوچھا بیٹا آج سکول میں کیسے رہے۔ بیٹے نے جواب دیا بہت اچھا، بہت اونچا رہا۔ سردار جی نے کہا بیٹا جواب واضح نہیں اس کی وضاحت کرو۔ برخوردار نے کہا ساری کلاس میں استاد نے مجھ کو ہی بنچ پر کھڑا کر دیا اور سارا دن بنچ پر کھڑا رہا۔ تمام کلاس فیلو بار بار مجھے دیکھتے تھے مگر کسی دوسرے کو یہ مقام بلند نہ مل سکا۔ بالآخر چھٹی کی گھنٹی بجی تو میں بستہ اُٹھائے تمام طلبا کو حقارت کی نظر سے دیکھتے اپنے گھر پہنچ گیا۔

پہلے زمانے میں میدانِ جنگ میں کودنے سے پہلے ایک چھوٹا دستہ حریف کو زک پہنچانے کے لیے بھیجا جاتا تھا، اس کو ہراول دستہ کہتے تھے۔ اسی کو آج کی اصطلاح میں فرنٹ لائن مین اور قوموں کی جنگ میں فرنٹ لائن سٹیٹ کہتے ہیں۔ فرمانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ’’اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃ‘‘ دنیا کی اڑتالیس کے لگ بھگ عیسائی یہودی مشرک اقوام جب اکٹھی ہو کر این اے ٹی او کی شکل میں نہتے درویشان خدامست پر حملہ آور ہوئیں اور کمانڈو قاتل پرویز کو بنچ پر کھڑے ہونے کا مقام بلند پیش کیا گیا تو وہ پانچ درجن نام نہاد کلمہ گو ریاستوں کو پیچھے چھوڑ کر فوراً فرنٹ لائن سٹیٹ نامی بنچ پر کھڑا ہو گیا اور مذکورہ پانچ درجن اسلامی سردار جی کے بیٹے اُسے رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے رہ گئے۔ اپنے بدنصیب ملک کو فرنٹ لائن سٹیٹ اور نان نیٹو اتحادی (یعنی ملّتِ کافرہ کا حصہ تو نہیں لیکن ان کا بھرپور معاون اور ہراول دستے کا کمانڈر) اتنا مقام بلند دلانے والا کمانڈو پرویز آج اپنے گھر پہنچا ہوا ہے۔ معلوم نہیں اُسے اس کے بدنصیب باپ نے شاباش بھی دی ہے یا جوتے برسانے کے لیے اُسے چک شہزاد میں بند کر دیا ہے کہ وقت آنے پر ’’انعامات‘‘ سے نوازا جائے۔

خاتم المعصومین، خاتم الرسل سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے کہ کسی مسلمان کی طرف کبھی بھی ہتھیار حتیٰ کہ چھری چاقو سے بھی اشارہ کرنا حرام ہے۔ دوسری حدیث کا مفہوم ہے قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں (بشرطیکہ دونوں کا ارادہ اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ہو) ایک اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ہے مسلمان کو گالی دینا (اللہ اور رسول کی) نافرمانی ہے اور مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے۔ مگر کمانڈو اور اس کے جانشینوں نے پہلے پڑوسی، داڑھی پگڑی والے مسلمانوں پر چھپن ہزار سے زائد کارپٹ بمباری کرنے والے طیارے بھجوانے میں فرنٹ لائن سٹیٹ کا کردار ادا کیا۔ شاید نبی کے ہم شکل، ہم لباس کلمہ گو لوگوں کو تہس نہس کرنے کا اُس نے ٹھیکہ لے لیا تھا۔ وہ بار بار کہتا تھا ’’ہم نے پوری دنیا (کے مسلمانوں) کا ٹھیکہ تو نہیں لیا‘‘ (یعنی صرف افغانوں کو تباہ کرنے کا ٹھیکہ لیا ہے) کبھی کہتا ’’سب سے پہلے پاکستان......‘‘

کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ سب سے پہلے پاکستان کو مٹایا جائے یا اس پر آل بوزنہ کا قبضہ کروایا جائے۔ خیر عراقی مسلمانوں پر وہ اپنی فوج نہ بھجوا سکا کیونکہ اس کے زیرِ کمان لشکر کے سالاروں کو اتنی دور جا کر مرنے میں دلچسپی نہ تھی۔ اس نے بھرپور توجہ بدنصیب اہلِ پاکستان پر کی تا کہ اپنے نعرے پر مکمل عمل کروایا جا سکے۔ قاتل ٹولے کو اپنے زمینی، بحری اور فضائی اڈے پیش کر دیے (جن میں سے ابھی تک صرف ایک چھڑایا جا سکا ہے) پھر اُنہی درندہ قاتلوں کے ٹولے سے پڑوسی اسلامی مملکت کے بعد اپنے وطن پر کارروائی کا آغاز کروایا۔ (2004)

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آخری ہزیمت کفر کی ملّت واحدہ کو سرزمین خراسان میں ہونی ہے۔ کمانڈو جرنیل کے محسنوں کو بھی اس کا یقین ہے لہٰذا سرحدی قبائلی اہلِ وطن سے افغان اہلِ اسلام تک کارپٹ بمباری اور ڈرون بمباری شروع کی گئی۔ کبھی بھاڑے کی فوج کے ذریعے لال مسجد سمیت درجنوں مساجد کو نشانہ بنایا گیا، کبھی جامعہ حفصہ کی سیکڑوں بے سہارا، یتیم بچیوں کو فاسفورس بموں سے بھون دیا گیا۔ اگرچہ جنرل قاتل کمانڈو کے بقول وہ سیکڑوں نہیں تقریباً سات ہزار دہشت گرد بچیاں تھیں۔ جتنا بس چلا، کل کے مجاہد آج کے مجرم بنا کر اپنے محسن آل بوزنہ فرنگیوں کو پابجولاں پیش کیے گئے۔ مرد مجاہدین پر جی نہیں بھرا تو بے گناہ مسلم خواتین کو بھی پیش کر کے اپنے پیٹ بھرنے کا ذریعہ بنایا گیا۔ ڈاکٹر عافیہ سمیت معلوم نہیں آج بھی کتنی مظلوم، بے بس خواتین ابنِ قاسم، موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور قتیبہ بن مسلم باہلی کی انتظار میں ہیں مگر اُن کی چیخیں سننے والا کوئی حجاج بن یوسف نظر نہیں آ رہا جو ایسے جرنیل تیار کر کے ملّت کا فرہ پر اسلامی رعب اور اسلامی ہیبت قائم کر کے مظلوم مرد و خواتین مجاہدین کو باعزت گھر لا سکے۔

سردار جی کا بیٹا نیچے سے اتر کر اب گھر میں بند ہے۔ پانچ درجن اُس کے ہم منصب، ہم جماعت کھلنڈروں نے بھی اُسے عبرت کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ اے کاش پانچ درجن میں سے دو ایک ہی کو اپنی حیثیت، اپنے مقام اپنے بھائی بندوں کا احساس ہو جاتا۔ اے کاش امیر المؤمنین ملا عمر حفظہ اللہ جلد یہ اعلان کریں کہ ''آدابِ حکمرانی کورس'' کی کلاس کا جلد آغاز، داخلہ محدود ہے۔ پہلے آؤ پہلے پاؤ کی بنیاد پر داخلہ ملے گا۔ داخلہ کے لیے عظمتِ اسلام اور خدمتِ عوام کی نیت شرط ہے۔ دفعہ 22 اور 23 پر پورا اُترنا ضروری ہے۔ زندگی بھر دفعہ 6 کے قریب کبھی نہ گیا ہو...... یہ شرط ہے۔ ان تینوں دفعات کی خلاف ورزی ثابت ہوگئی تو داخلہ منسوخ اور جیل مقام ہوگا۔ خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جاں نثاری میں کوتاہی اور رب العالمین کے مسکین بندوں پر زیادتی بھی کورس میں داخلہ سے نااہل بلکہ چک شہزاد کا باسی بنا سکتی ہے۔

☆......☆......☆

سید محمد کفیل بخاری

غلطیہائے مضامین
بسلسلہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اخبارات اور جرائد ورسائل میں جو کچھ آج لکھا اور شائع کیا جارہا ہے، مستقبل میں یہی حوالے کے طور پر پیش کیا جائے گا۔ ذمہ داری کے ساتھ لکھنے والوں کا ہمیشہ یہی طریقہ رہا ہے کہ لکھنے سے پہلے کسی بھی بات، واقعے یا حوالے کی تحقیق کر کے اطمینان کر لیتے ہیں ۔ ماضی قریب کے ایک جیّد عالم دین اور محقق، جانشینِ امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو تو برس ہا برس ہم نے ایسا کرتے دیکھا۔ وہ ہمیں بھی یہی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ بات کرنے سے پہلے سمجھو، تولو، حوالہ دیکھو پھر بولو اور لکھو، کبھی پریشانی نہیں ہوگی۔ ممتاز معاصر محقق ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہٗ نے نجی مجلس میں ایک سائل کو کسی سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ نصیحت بھی فرمائی کہ کسی کتاب میں لکھے ہوئے کسی حوالے کو پیش کرنے کے سے پہلے اصل حوالہ اور ماخذ ضرور دیکھ لیا کرو۔

بڑی شخصیات کے حوالے سے شائع ہونے والے مضامین میں عموماً عقیدت وارادت اور محبت کا غلبہ ہوتا ہے۔ لکھنے والا جب تک اُن میں محیّر العقول، حیرت انگیز، آنکھیں خیرہ اور ہوش گم کر دینے والے واقعات نہ ڈالے، اس کے نزدیک ممدوح شخصیت کی بزرگی مکمل ہی نہیں ہوتی۔ اس بنیاد پر بہت سی غلط باتیں اُن سے منسوب ہو جاتی ہیں جن کا کوئی وجود ہوتا ہے نہ حوالہ۔ ذیل میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے منسوب کچھ ایسی ہی غلط باتوں کی اصلاح مقصود ہے۔

۳۱/اکتوبر۲۰۱۳ء کے ''روزنامہ اسلام'' میں میگزین کے صفحے پر معروف عاشقِ رسول غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جناب مفتی محمد طاہر مکی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا۔ انہوں نے لکھا کہ:

۱۔　ایک گستاخ راج پال نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں انتہائی توہین آمیز کتاب لکھی۔

۲۔　علامہ محمد اقبال، مولانا محمد علی جالندھری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری ودیگر سینکڑوں علماء نے (اسے) اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش بھی کی کہ عدالت میں کہہ دو کہ جب میں نے اُسے (راج پال کو) قتل کیا، میں ہوش میں نہ تھا۔ جب علم الدین عدالت میں آیا، جج نے سوال کیا، جس کا جواب علم الدین نے یوں دیا: ''جج صاحب! مجھے میرے اکابرین نے کہا، کہہ دو میں ہوش میں نہ تھا۔ لیکن میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں، جج صاحب! میں بے ہوش تھا، تبھی تو ایک کتا میرے آقا کی شان میں بکواس کرتا رہا۔ میں ہوش میں آیا تو اس کی زبان بند کر دی۔

اس کے اس عاشقانہ جواب پر عدالت نعروں سے گونج اُٹھی اور علم الدین کو سزائے موت سنا دی گئی۔''

حقیقت یہ ہے کہ راج پال نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

''راج پال، لاہور کا ایک متعصب ہندو تھا جو آریہ سماج کی کتابوں کا ناشر اور فروخت کرنے والا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مشتمل ایک کتاب شائع کی جس پر مصنف کا نام درج نہیں تھا۔''

(تاریخ پنجاب، ص:۶۱۱، از اقبال صلاح الدین)

علامہ محمد اقبالؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی غازی علم الدین شہید سے اس مقدمے میں صلاح مشورہ کی خاطر کوئی ملاقات ثابت نہیں۔ رہے مولانا محمد علی جالندھریؒ تو وہ اس وقت اجتماعی جدوجہد میں شامل ہی نہیں تھے۔ مولانا محمد علی جالندھری تو تقریباً چھے سات سال بعد ۱۹۳۵ء میں مجلس احرارِ اسلام میں شامل ہوئے۔ اور اُن کی بھی غازی علم الدین شہید سے کسی ملاقات کا تذکرہ کسی مستند کتاب میں نہیں۔ نہ ہی سینکڑوں علما نے غازی شہید سے ملاقات کی۔

مندرجہ بالا حضرات اور دیگر سینکڑوں علماء سے منسوب یہ بات بھی قطعی غلط ہے کہ انہوں نے غازی شہید کو عدالت میں جھوٹ بولنے یعنی ''میں ہوش میں نہیں تھا'' کا مشورہ دیا۔ امیر شریعتؒ، جن کی تقریر سن کر غازی کے دل میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن ہوئی اور جو فرمایا کرتے تھے کہ میں نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ امیر شریعت، غازی علم الدین کو جھوٹ بولنے اور بیان بدلنے کا مشورہ دیں، یا علامہ اقبال یا سینکڑوں علماء یہ مشورہ دیں، انتہائی مضحکہ خیز اور افسوس ناک بات ہے اور بعض تذکرہ نگاروں نے یہ بات لکھی ہے کہ وکلاء نے غازی کو یہ مشورہ دیا تھا تاکہ سزائے موت سے بچایا جاسکے۔ لیکن اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔

غازی علم الدین شہید سے منسوب عدالتی بیان کے جملے اور ڈائیلاگ بھی محلِ نظر ہیں جو اس کیس کی فائل میں نہیں ہیں۔ لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ مسلّمہ ہے کہ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت بہادری اور جرأت کے ساتھ شہادت کی موت کو قبول کیا اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس پر قربان ہوگئے۔ یقیناً وہ جنت کے اعلیٰ مقام میں ہوں گے۔

ماہِ نومبر ۲۰۱۳ء میں ہی شائع ہونے والے ''ماہنامہ صدائے ختمِ نبوّت'' چناب نگر کے صفحہ ۱۴ پر ''تحریکِ ختم نبوّت'' کے زیرِعنوان صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی کا مضمون شائع ہوا۔ لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ آغا شورش کاشمیریؒ، ذوالفقار علی بھٹوؔ وزیراعظم پاکستان سے ملاقات کے لیے گئے۔ آپ کے ساتھ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بھی تھے۔ وہاں جا کر انہوں نے اپنی ٹوپی اتار کر ذوالفقار علی بھٹو کے قدموں میں ڈال کر فرمایا:

''اے بھٹو! آج تک میں نے اپنی ٹوپی کسی کے قدموں میں نہیں ڈالی، اور اپنا سر اُس کے قدموں میں ڈال کر رونے لگے۔ اور فرمایا آج تک میرا سر کسی کے آگے نہیں جھکا۔ اور روتے ہوئے سر اٹھایا اور اپنا دامن پھیلاتے ہوئے کہا کہ اے بھٹو! اسے شورش کی جھولی نہ سمجھ اسے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی سمجھ۔ آج میں تم سے بھیک مانگنے آیا ہوں۔ خدا کے لیے قادیانیوں کو کافر قرار دے دے۔ اس وقت بھٹو مرحوم نے وعدہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو کافر قرار دوں گا۔''

یہ ۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختمِ نبوّت کا تذکرہ ہے جبکہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۲۱ راگست ۱۹۶۱ء کو انتقال کر گئے تھے۔ انتقال کے تیرہ سال بعد وہ شورش کے ساتھ بھٹو سے ملنے کیسے چلے گئے؟ وہ تو زندگی میں بھی کبھی کسی حکمران کو ملنے نہیں گئے۔ شورش، بھٹو کو ملنے ضرور گئے تھے اور اُن کے ساتھ مولانا تاج محمود مرحوم اور سید مظفر علی شمسی تھے۔

میں نے اس ملاقات کی تفصیل خود مظفر علی شمسی کی زبانی تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۷۴ء کے دوران عید گاہ ملتان کے ایک جلسے میں سنی تھی۔ انہوں نے بتایا تھا کہ ہم نے بھٹو کے سامنے تحریک کے مطالبات رکھے اور اُنہیں قائل کرنے کی کوشش کی کہ یہ اُمّتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کوئی فرقہ واریت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی سیاسی مسئلہ ہے بلکہ خالصتاً ایک دینی اور آئینی مسئلہ ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ شورش نے اپنی ٹوپی اتار کر بھٹو کے قدموں میں رکھ دی تھی۔ (سر نہیں رکھا تھا) دوسری باتیں بھی ''خطابت'' کا شاخسانہ ہیں۔ خود شورش کاشمیری مرحوم نے یہ باتیں نہیں لکھیں۔ میں بزرگوں کی کرامت قائل ہوں۔ لیکن بعض پیشہ ور واعظوں اور خطیبوں نے ایسے ایسے غلط سلط واقعات، اوٹ پٹانگ قصے، بے سروپا کہانیاں اور من گھڑت کرامتیں، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ منسوب کر کے عوام کی اُن سے عقیدت وارادت سے خوب نفع اٹھایا اور اُٹھا رہے ہیں۔ بے چارے ان پڑھ عوام سُن سُن کر روتے ہیں اور دہاڑی دار وعظ فروش تماشا دکھا کر غفرلہٗ ہو جاتے ہیں۔ کچھ کہانیاں میں بھی برسوں سے سنتا آرہا ہوں جو سینہ بہ سینہ چلتی ہوئی آج بھی وعظ فروشوں کی نوک زبان ہیں۔ قارئین چند نمونہ جات ملاحظہ فرمائیں:

''انگریز نے عطاء اللہ شاہ بخاری کو قید کر کے جیل میں ایک بھوکے شیر کے ساتھ پنجرے میں بند کر دیا۔ انگریز دیکھ کر حیران ہو گیا کہ امیر شریعت اطمینان سے پنجرے میں لیٹے ہوئے ہیں اور بھوکا شیر اُن کے پاؤں کی تلیاں چاٹ رہا ہے...... سبحان اللہ''

خطیب کہتا ہے:

''انگریز نے عطاء اللہ شاہ بخاری کو جیل میں چکی دے کر دانے پیسنے کی مشقت پر لگا دیا۔ عطاء اللہ شاہ بخاری نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ چکی خود بخود چلتی رہی، دانے پستے رہے، آٹا نکلتا رہا اور بخاری قرآن پڑھتا رہا۔ انگریز دیکھ کر حیران رہ گیا...... سبحان اللہ''

خطیب کہتا ہے:

''عطاء اللہ شاہ بخاری کو جیل میں برف کے بلاکوں پر لٹایا جاتا تھا۔ بخاری کہتا تھا جو ظلم بھی کرنا ہے کرلو، اوئے انگریز!...... تو تیر آزما، ہم جگر آزمائیں گے۔''

بھوکے شیر کی روایت نہ امیر شریعت نے کبھی بیان کی اور نہ ہی اُن کے زندانی رفیقوں میں سے کسی نے بیان کی۔ چکی خود بخود چلنے اور برف کے بلاکوں پر لٹانے کے واقعات بھی کسی واقدیٔ عصر کا افترا ہیں۔ حضرت امیر شریعت کا ایک مضمون جو آپ کی زندگی میں جون ۱۹۶۱ء میں ماہنامہ ''تبصرہ'' لاہور میں شائع ہوا۔ اس کے بعض مندرجات خود حضرت امیر

شریعت کی زبانی آپ کی سوانح ''سیّدی وابی'' مصنفہ بنتِ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا میں بھی شائع ہوئے ہیں۔ یہ ۱۹۲۱ء کی تحریکِ خلافت میں میانوالی جیل کی تین سالہ قید بامشقت کا قصہ ہے۔ چکی خود بخود نہیں چلی تھی بلکہ وہ خود چلاتے تھے۔ اپنے حصے کے دانے بھی پیستے تھے اور اپنے رفقاء مولوی عبداللہ چوڑی والے اور مولانا لقاء اللہ عثمانی کے حصے کے بھی۔ انہوں نے سورۃ یوسف کی تلاوت کی تھی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل پنڈت رام لال شاہ جی کے پیچھے کھڑے تھے۔ وہ سن کر روتے رہے اور اپنے آنسوؤں پر قابو نہ پاتے ہوئے کہا کہ شاہ جی! اب تو بس کردو، مجھ میں رونے کی سکت بھی نہیں رہی۔

ایک واعظ نے بیان کیا کہ:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جنوبی پنجاب کے کسی دیہات میں خطاب کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگ زمین بچانے کی خاطر بیٹیوں کو رخصت نہیں کرتے حالانکہ ان کے نکاح ہو چکے ہیں۔ شاہ جی یہ سن کر ناراض ہوگئے اور ایک درخت کے نیچے آکر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ زمین پر بڑے بڑے دسترخوان لگے ہوئے ہیں اور ان پر انواع واقسام کے کھانے اور پھل رکھے ہوئے ہیں اچانک وہ سب کچھ ختم ہوگیا۔ امیر شریعت نے کہا کہ یہ جنات کی دعوت تھی۔ پھر فرمایا کہ میری بات مان لو ورنہ جنات سے تمہارا علاج کراؤں گا۔ چنانچہ لوگوں نے اپنی بیٹیاں بھی رخصت کیں اور ان کو وراثت میں حصہ بھی دیا۔

اس پورے واقعے میں جنات کی دعوت اور دسترخوان کا اضافی اور ایجادی ہے۔ باقی باتیں درست ہیں۔ حضرت امیر شریعت کے اپنے بقول کہ ''میں نے بیٹیوں کی وراثت اور ان کے نکاح کے موضوع پر تیس برس تقاریر کیں۔''

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ سراجیہ، کندیاں) کی وفات پر ماہنامہ ''لولاک'' ملتان (اکتوبر ۲۰۱۰ء، خواجۂ خواجگان نمبر، صفحہ: ۲۹۸) میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا مضمون شائع ہوا۔ جس میں ''حضرت خواجہ صاحب اور حضرت امیرِ شریعت'' کے زیرِ عنوان انہوں نے جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک غلط روایت منسوب کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ: ''حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ سیدہ امّ الاحرار، حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھیں۔'' یہ بات بھی بالکل خلافِ واقعہ اور محض اُن کے ''اخذ و ترتیب'' کا کمال ہے۔ حضرت ابوذر بخاریؒ نے یہ کہیں نہیں لکھا۔ حضرت سیدہ اُمّ الاحرار رحمۃ اللہ علیہا، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھیں۔ خاندانِ امیر شریعت کا سلسلۂ بیعت حضرت رائے پوری سے ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، آپ کے بڑے فرزند حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ (دونوں حضرت رائے پوریؒ کے خلفائے مجاز تھے) حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ، میری والدہ ماجدہ بنتِ امیر شریعتؒ اور میرے والد ماجد سید محمد وکیل شاہ صاحب مدظلہٗ سب حضرت رائے پوری سے بیعت ہوئے۔ البتہ ابنِ امیر شریعت حضرت مولانا حافظ سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہٗ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیعت ہیں۔ وہ ۵۶-۱۹۵۵ء کے زمانے میں خانقاہ سراجیہ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ اس دوران حضرت مولانا

خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے درسِ نظامی کی ابتدائی کتابیں بھی پڑھیں اور پھر حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیعت ہوئے۔ خاندانِ امیر شریعت میں میرے مرحوم بھائی سید محمد ذوالکفل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (مدفون جنت المعلیٰ، مکہ مکرمہ) دوسرے آدمی تھے جن کا روحانی تعلق خانقاہ سراجیہ سے تھا، وہ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ اُن کے بعد خاندان کے دیگر حضرات وخواتین نے بھی بیعت کی لیکن ''لولاک'' میں ایک بار غلط روایت شائع ہونے کے بعد نومولود سوانح نگاروں، اٹھتے ہوئے قلم کاروں اور لکیر کے فقیر محققوں نے مکھی پر مکھی مارتے ہوئے اس غلط روایت کو اپنی کتابوں میں ''لولاک'' کے حوالے سے درج کر دیا۔

گزشتہ چند برسوں سے انٹرنیٹ اور موبائل میموری کارڈز میں ایک طویل عربی خطبہ چل رہا ہے۔ جسے کسی ظالم نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ منسوب کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس عربی خطبے کی آواز اُن کی ہے نہ الفاظ اور نہ ہی انداز۔ یہ جعل سازی، شخصیت کو مسخ کرنے کی ایک بھونڈی اور نہایت شرم ناک حرکت ہے۔ اس خطبے میں بعض جملے اہلِ سنّت والجماعت کے اجماعی عقائد کے بھی خلاف تھے۔ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے دارالافتاء نے جب تردید کی کہ یہ حضرت امیر شریعت کا خطبہ نہیں اور اس میں عقیدہ بھی غلط بیان ہوا ہے تو اس خطبے کے ''رائٹر اور پروڈیوسر'' نے اُن الفاظ کو نکال کر دوبارہ انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہدایت دے۔ اُن سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنی آخرت کے لیے اس جھوٹ کو انٹرنیٹ سے ختم کر دیں۔ ورنہ ساری زندگی انہیں گناہ ہوتا رہے گا حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی اس جھوٹ کو پھیلانے کا گناہِ جاریہ اُن کو ملتا رہے گا۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی آواز میں چار پانچ منٹ کی ایک ہی تقریر محفوظ ہے جو دسمبر ۱۹۵۵ء میں آپ نے لیاقت باغ راولپنڈی میں کی تھی۔ تلاش وکوشش کے باوجود اس کے علاوہ اُن کی اپنی آواز میں کوئی بھی تقریر نہیں مل سکی۔ اِس وقت بھی مارکیٹ میں چار پانچ تقریروں کے کیسٹ حضرت امیر شریعتؒ کے نام سے فروخت ہو رہے ہیں۔ یہ سب جعلی ہیں، پتا نہیں کس کی تقریریں ہیں، ان میں قرآن مجہول اور غلط پڑھا ہے، اردو بھی غلط بولی ہے، تلفظ کا بیڑہ غرق ہے اور ''حُسنِ صوت'' کے تو کیا کہنے......

سابق بیوروکریٹ مسعود کھدر پوش مرحوم نے مظفر گڑھ میں ایک تقریر ریکارڈ کر کے حضرت امیر شریعتؒ کو سنائی تھی مگر اُن سے بھی وہ ضائع ہوگئی۔ اس تقریر کے متعلق ہماری نانی اماںؒ بتایا کرتیں کہ خود فرماتے تھے کہ:

''جب میں نے ''مقرر'' کی تقریر سنی تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرماتیں میں نے جواباً کہا اسی طرح ''مقرر'' کی تقریر سن کر لوگوں پر بھی گریہ طاری ہو جاتا ہے۔''

ایک تقریر ۱۹۵۶ء میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر قلعہ قاسم باغ ملتان میں ہوئی تھی جس میں حضرت امیر شریعت کی فرمائش پر حضرت علّامہ سید سلیمان ندویؒ بھی تشریف لائے اور خطاب فرمایا۔ امیر شریعت کی یہ تقریر مخدوم مرید حسین قریشی مرحوم کے بیٹے اور شاہ محمود قریشی کے والد، مخدوم سجاد حسین قریشی مرحوم نے

ریکارڈ کی تھی۔ بعد میں اُن کے کسی عزیز نے جان بوجھ کر اسے ضائع کر دیا کہ تقریر اُن کے مزاج و مسلک کے برعکس تھی۔

کتابت کی غلطی کو تو قاری خود بھی درست کر لیتا ہے لیکن واقعاتی غلطی کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ وہ درست نہ ہو تو مستقبل میں تاریخ اور حوالہ بن جاتی ہے۔ آج کل کمپیوٹر کا دور ہے۔ کمپوزنگ کی غلطیاں زیادہ بھی ہوتی ہیں اور دلچسپ بھی۔ مثلاً جملہ تھا ''عجیب زمانہ آ گیا ہے۔'' کمپوزر نے لکھا ''عجیب زنانہ آ گیا ہے'' ظاہر ہے قاری اس کو خود درست کر لے گا کہ ''زنانہ'' یہاں کیا کرنے آ گیا ہے۔

معروف صحافی اور ادیب مرحوم چراغ حسن حسرتؔ نے ''سند باد جہازی'' کے قلمی نام سے اپنے شہرۂ آفاق کالم ''حرف و حکایت'' میں اسی قسم کی کچھ بوالعجبیوں اور شُترگُربگیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک سمجھ ناک سُخن فہم شخص کی ایک دلچسپ مثال ذکر کی، لکھتے ہیں:

''ایک صاحب کہنے لگے، بھئی یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ علامہ اقبال اپنے کلام میں پنجابی کے الفاظ بڑی بے تکلفی سے لے آتے ہیں تو اس میں بہت حد تک اصلیت ہے۔ مثلاً اقبال کا مشہور شعر ہے

سچ کہہ دوں اے برہمن گر تو بُرا نہ مانے
تیرے صنم کدوں کے بُت ہو گئے پرانے

اب آپ ہی انصاف کیجیے ''کدوں کے'' خالص پنجابی ہے جس کا اردو ترجمہ ''کبھی کے'' ہے......

یومِ اقبال کے جلسوں کے سلسلے میں جو اشتہار چھپے ہیں ان میں ان صاحب کا نام کہیں نظر نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے سہواً ان کا نام نظر انداز ہو گیا ہے ورنہ وہ ایسے تو نہیں کہ اس موقع پر پیچھے رہ جائیں۔ کسی جلسے کی صدارت نہ فرمائی تو مشاعرے کی صدارت کریں گے۔ لاہور میں نہ سہی، سیالکوٹ میں سہی۔ سیالکوٹ میں نہ سہی، جہلم یا ڈیرہ اسمٰعیل خان میں سہی

گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں''

(کتاب: ''حرف و حکایت''، سند باد جہازی، صفحہ: ۶۵، کالم، ۲۱/اپریل، ۱۹۴۸ء)

ہمارے بچپن میں دیوانِ غالب ایک دوست کے ہاتھ لگ گیا۔ اُس نے بآوازِ بلند شعر پڑھا

غلطیہائے مضامیں مت پوچھ
لوگ نالے کو رَسا باندھتے ہیں

اس نے نَالے کو (ازار بند) اور رَسا کو (رَسّا) رسّی کے تلفظ میں پوری شدت کے ساتھ پڑھا۔ پنجابی میں ازار بند کو ''نالا'' کہتے ہیں۔ سب نے یہی مفہوم اخذ کیا، لیکن سوچتے رہے کہ آخر شلوار اور پاجامے میں نالے کے ساتھ رسّا کیسے باندھتے ہیں؟

ہمارے نالۂ دل کو رسائی حاصل ہو یا نہ ہو لیکن ان واقعات کو پڑھ کر یہ ضرور معلوم ہو گیا ہے کہ ''نالے کو رَسّا''

ایسے باندھتے ہیں۔

بقول غالبؔ

بوئے گل ، نالۂ دل ، دُودِ چراغِ محفل
جو تری بزم سے نکلا ، سو پریشاں نکلا

لکھنے والے دوستوں سے گزارش ہے کہ واقعات کی چھان پھٹک اور اُن کی صحت کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے لکھا کریں۔ عوام سے گزارش ہے کہ اس قسم کی واہی تباہی باتوں پر کان نہ دھریں اور بیان کرنے والوں کی اصلاح کریں۔ وہ اصلاح قبول نہ کریں تو پھر اُن کی تردید اور حوصلہ شکنی کریں۔

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق واقعات کی صحت کے لیے آپ کے فرزندان سے رجوع فرمالیں۔ اسی طرح دیگر شخصیات کے متعلق بھی معقول رویّہ اختیار کریں۔

☆......☆......☆

ختم نبوت کی عبارت کو بحال کرنا اطمینان بخش ہے

لاہور (۱۱رنومبر) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے آئندہ بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کے نامزدگی فارموں میں عقیدۂ ختم نبوت والی عبارت کو بحال کرنے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت اور الیکشن کمیشن اس امر کی وضاحت کریں یہ سب کچھ کیسے اور کیوں ہُوا؟ قائد احرار مولانا سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاری شبیر احمد عثمانی، سید محمد کفیل بخاری، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، مرزا محمد ایوب بیگ، رانا محمد شفیق خاں پسروری، مولانا محمد امجد خان اور دیگر نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ کلیدی اور حساس عہدوں پر مسلط قادیانی خطرناک سازشوں میں مصروف عمل ہیں اور ہمارے عقیدے پر وار کیا جارہا ہے، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ دینی جماعتوں کے احتجاج کے بعد بلدیاتی امیدواروں کے لیے عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان رکھنے کا بیان حلفی جمع کروانا اب لازمی قرار دے دیا گیا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کیوں ہوا اس کی اصل وجوہ بتانے اور ذمہ داروں کو بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے، انہوں نے مطالبہ کیا کہ اِس خطرناک سازش کے ذمہ داروں کو سزا دی جائے۔

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی قسط نمبر 1

انتخاب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

یہودی ونصرانی اورایرانی ومجوسی سازش کے نتیجے میں جب حضرت عمرؓ شدید زخمی ہو گئے اوران کی زندگی سے مایوسی ہوگئی تو بعض صحابہؓ نے آپ سے عرض کیا کہ:

الا تستخلف قال ان استخلفت فقد استخلف من هو خير منى ابو بكر وان اترك فقد ترك من هو خير منى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فاثنوا عليه فقال راغب وراهب وددت انى نجوت منها كفافا لالى ولا علىّ لااتحملها حيا ولا ميتا.

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف رقم الحدیث ۷۲۱۸)

آپ کسی کو خلیفہ نامزد کیوں نہیں فرمادیتے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا: اگر میں اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد کردوں تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ابوبکرؓ جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے نامزد کیا تھا اور اگر کسی کو نامزد نہ کروں تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تھا جو مجھ سے (اور ابوبکرؓ سے بھی) بہتر تھے۔ پھر لوگوں نے آپ کی تعریف شروع کی تو آپ نے فرمایا: کوئی تو میری تعریف دل سے کرتا ہے اور کوئی مجھ سے ڈر کر اور میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کے معاملہ میں برابری پر چھوٹ جاؤں نہ مجھے ثواب ملے اور نہ عذاب ہو۔ میں اس بوجھ کو جسے زندگی بھر اٹھایا ہے مرتے وقت بھی نہیں اٹھانا چاہتا۔

خلیفہ کی نامزدگی سے متعلق جب دوسری مرتبہ بات دہرائی گئی کہ کسی کو خلیفہ نامزد کر جایئے تو فرمایا کہ:

لمن استخلف؟ لوكان ابو عبيدة بن الجراح حيا استخلفته فان سئلنى ربى قلت سمعت نبيك يقول وانه امين هذه الامة. ولو كان سالم مولىٰ ابى حذيفة حيا استخلفته فان سئلنى ربى قلت سمعت نبيك: ان سالما شديد الحب للّٰه.

کس کو جانشین بناؤں؟ اگر ابوعبیدہ بن الجراحؓ زندہ ہوتے تو ان کو جانشین مقرر کر جاتا۔ میرا رب اس بارے میں اگر مجھ سے باز پرس کرتا تو عرض کرتا کہ میں نے تیرے نبی کی زبان سے سنا تھا کہ وہ اس امت کے امین ہیں۔

یا اگر ابوحذیفہؓ کے مولیٰ سالمؓ زندہ ہوتے تو انہیں خلیفہ نامزد کر جاتا۔ اگر میرا رب اس بارے میں پوچھتا تو عرض

کر دیتا کہ میں نے تیرے نبیؐ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ سالم اللہ سے بہت محبت کرنے والا ہے۔

کسی نے کہا: میں آپ کو بتلاؤں؟ عبداللہ بن عمرؓ کو نامزد کر جایئے۔ تو آپ نے ناراضی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ: میں ایسے شخص کو کیسے اپنا جانشین بناؤں جو اپنی بیوی کو طلاق دینے میں جذبات پر قابو نہ رکھ سکا (کہ انہوں نے حالت حیض میں طلاق دے دی تھی) ہمیں تمہارے معاملات کی کوئی خواہش نہیں میں نے اسے کچھ اچھا نہیں پایا کہ اپنے گھر میں سے کسی اور کے لئے بھی اس کی خواہش کروں۔ اگر یہ حکومت اچھی چیز تھی تو اس کا مزا ہم نے چکھ لیا اور اگر یہ کوئی بری چیز تھی تو عمرؓ کے خاندان کے لئے اتنا ہی بہت کافی ہے کہ کل کو اللہ کے سامنے ان میں سے صرف ایک ہی آدمی سے حساب لیا جائے۔　　　(تاریخ الطبری جلد۴ ص ۲۲۷، ۲۲۸ الکامل لابن اثیر جلد ۳ ص ۶۵ طبع بیروت)

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے عشرہ مبشرہ میں سے چھ حضرات (عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ) پر مشتمل انتخابی کمیٹی مقرر کر دی جو اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ مقرر کر دے لیکن انہوں نے کسی قسم کی اقربا نوازی کے الزام سے بچنے کے لئے اپنے چچا زاد بھائی و بہنوئی اور یکے از عشرہ مبشرہ حضرت سعید بن زیدؓ کو اس کمیٹی کا رکن نامزد نہیں فرمایا۔ سخت حیرت ہے کہ مولانا سعید الرحمٰن علویؒ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو وفات یافتگان میں شامل کر لیا۔ چنانچہ وہ ایک عرب مصنف شیخ خالد البیطار کی کتاب کے ترجمہ میں ایک مقام پر از خود وضاحت کرتے ہوئے نیچے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ:

عشرہ مبشرہ میں سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور سیدنا سعید بن زیدؓ جوار الٰہی میں جا چکے تھے۔ چوتھے سیدنا فاروقؓ تھے اور اب یہی چھ حضرات بقید حیات تھے۔　　　(خلفائے راشدین حسن کردار و عمل ص ۳۱۲)

حضرت موصوف کی یہ بات صحیح نہیں ہے اور تسامح پر مبنی ہے حضرت سعید بن زیدؓ انتخابی کمیٹی کی تشکیل کے وقت بقید حیات تھے اور انہوں نے بعہد خلافت معاویہؓ مدینہ منورہ کے نواح میں ۵۰ھ، ۵۱ھ، ۵۲ھ (علیٰ اختلاف الاقوال) میں وفات پائی۔

نامزدگی سے متعلق مشہور سیرت نگار شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی اپنی تحقیق یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

اس وقت اسلام کے حق میں جو سب سے اہم کام تھا وہ ایک خلیفہ کا انتخاب کرنا تھا تمام صحابہؓ بار بار حضرت عمرؓ سے درخواست کرتے تھے کہ اس مہم کو آپ طے کر جایئے۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کے معاملے پر مدتوں غور کیا تھا اور اکثر اس کو سوچا کرتے تھے۔ بار بار لوگوں نے ان کو اس حالت میں دیکھا کہ سب سے الگ متفکر بیٹھے ہیں اور کچھ سوچ رہے ہیں۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خلافت کے باب میں غلطاں و پیچاں ہیں۔

مدت کے غور وفکر پر بھی ان کے انتخاب کی نظر کسی شخص پر جمتی نہ تھی۔ بارہاان کے منہ سے بے ساختہ آہ نکل گئی کہ افسوس اس بارگراں کا کوئی اٹھانے والا نظر نہیں آتا۔ تمام صحابہؓ میں اس وقت چھ شخص تھے جن پر انتخاب کی نگاہ پڑسکتی تھی۔ علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ لیکن حضرت عمرؓ ان سب میں کچھ نہ کچھ کمی پاتے تھے۔

موصوف نیچے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ:

حضرت عمرؓ نے اور بزرگوں کی نسبت جو خوردہ گیریاں کیں گو ہم نے ان کو ادب سے نہیں لکھا لیکن ان میں جائے کلام نہیں۔ البتہ حضرت علیؓ کے متعلق جو نکتہ چینی حضرت عمرؓ کی زبانی عام تاریخوں میں منقول ہے یعنی یہ کہ ان کے مزاج میں ظرافت ہے یہ ایک خیال ہی خیال معلوم ہوتا ہے حضرت علیؓ ظریف تھے مگر اسی قدر جتنا ایک لطیف المزاج بزرگ ہوسکتا ہے۔　　　(الفاروق ص ۲۶۵۔۲۶۶ تحت حضرت عمرؓ کی شہادت حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شبلی نعمانی نے تاریخی مکذوبات کو صحیح سمجھا اوران کواس لئے نقل نہیں کیا کہ اس سے اکابر صحابہؓ کی شان میں بے ادبی پائی جاتی تھی۔

اگر چہ تاریخ میں حضرت عمرؓ کی شہادت اور استخلاف سے متعلق رطب ویابس اور موضوع روایات پائی جاتی ہیں لیکن اس معاملے میں شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کو کم از کم اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کی روایت پر اعتماد کرنا چاہیئے تھا: چنانچہ امام بخاری فرماتے ہیں کہ:

............لوگوں نے کہا امیر المؤمنین کسی کو خلیفہ بنا جایئے۔ انہوں نے کہا: خلافت کا حق داران چند لوگوں سے زیادہ کوئی نہیں جن سے آنحضرتؐ وصال تک راضی رہے۔ انہوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام لیا اور کہا کہ: عبداللہ بن عمرؓ (مشورے میں) تمہارے ساتھ شریک رہیں گے مگر خلافت میں ان کا کوئی حق نہیں۔ یہ عبداللہ کو تسلی دینے کے لئے کہا۔

پھر اگر خلافت سعدؓ کو مل جائے تو فبہا (ٹھیک) ورنہ جو کوئی خلیفہ ہو وہ سعدؓ سے مدد لیتا رہے اور میں نے جو (کوفہ کی حکومت سے) انہیں موقوف کر دیا تھا تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ قابلیت نہیں رکھتے تھے یا انہوں نے کچھ خیانت کی تھی۔ یہ بھی فرمایا: میرے بعد جو خلیفہ ہو میں اسے یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اولین کے حقوق پہچانے اوران کی عزت و حرمت کا خیال رکھے اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ انصار سے اچھا سلوک کرے جنہوں نے اوروں سے پہلے اسلام کو جگہ دی اور دارالایمان (یعنی مدینہ) میں ٹھکانہ بنایا۔ جوان میں نیک لوگ ہیں ان کی قدر کرے اور جو قصوروار ہوں ان سے درگذر کرے اور دوسرے شہروں کے مسلمانوں سے بھی اچھا سلوک کرے کیونکہ وہ اسلام کی قوت کے بازو ہیں۔ ان ہی کی وجہ

سے آمدنی ہوتی ہے، کافر انہیں دیکھ کر غصے ہوتے ہیں، ان سے رضامندی کے ساتھ اتنا ہی روپیہ لیا جائے جو ان کے پاس ان کی ضرورتوں سے بچ رہتا ہو۔ میں اسے یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اعرابی (دیہاتی) لوگوں سے اچھا سلوک کرے کیونکہ وہ عرب کی بنیاد ہیں اور اسلام کا مادہ ان ہی سے بنا ہے اور زکوٰۃ میں ان سے ان کے عمدہ مال نہ لیئے جائیں (یعنی اوسط درجے کے لیئے جائیں) پھر ان ہی کے محتاجوں کو وہ مال زکوٰۃ دے دیا جائے۔ میں اسے یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ ذمی کافروں کی بھی جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ذمے میں آئے ہیں خبر رکھے۔ اپنا عہد جو ان سے کیا ہے پورا کرے، انہیں ان کے دشمنوں سے بچائے، ان سے اتنا کام لے جتنا وہ کر سکتے ہیں۔

جب (تیسرے روز) ان کا انتقال ہو گیا اور ہم ان کا جنازہ لے کر پیدل نکلے تو عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطابؓ آپ سے اجازت مانگتے ہیں انہوں نے کہا: انہیں اندر لاؤ۔ چنانچہ آپ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیے گئے۔

جب ان کے دفن سے فراغت ہوئی تو یہ چھ آدمی جن کے حضرت عمرؓ نے نام لیے تھے ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا: ایسا کرو تم چھ آدمی تین آدمیوں کو اپنے میں مختار کر دو۔

زبیرؓ نے کہا: میں نے حضرت علیؓ کو اختیار دیا۔ حضرت طلحہؓ نے کہا: میں نے حضرت عثمانؓ کو اپنا اختیار دیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا: میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اختیار دیا (گویا چھ امیدواروں میں سے تین باقی رہ گئے)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا: علیؓ اور عثمانؓ تم دونوں میں سے کون اس امر یعنی خلافت سے دست بردار ہوتا ہے جو شخص دست بردار ہو جائے گا ہم انتخابِ امیر کا فیصلہ اسی کے سپرد کر دیں گے اس پر اللہ اور اسلام کا واسطہ ہوگا کہ وہ اپنے طور پر جس کو بہتر سمجھتا ہو اسے خلیفہ مقرر کر دے۔

یہ سنتے ہی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خاموش ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا: کیا آپ دونوں مجھے مختار بناتے ہیں؟ اللہ کی قسم میں اسے خلیفہ بنانے میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا جو افضل ہے۔ دونوں نے کہا اچھا (ہم نے آپ کو مختار بنایا)

چنانچہ پہلے انہوں نے ایک (حضرت علیؓ) کا ہاتھ تھاما اور کہنے لگے آپ کو تو آنحضرت ﷺ سے قرابت ہے اور آپ کا اسلام بھی شروع سے ہے آپ خود جانتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہے اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں گا تو آپ عدل وانصاف کریں گے اور اگر میں عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں گا تو آپ ان کا حکم سنیں گے، ان کی بات مانیں گے۔

پھر حضرت عثمانؓ سے تنہائی کی۔ ان سے بھی بالکل اسی طرح گفتگو کی۔ الغرض جب دونوں حضرات سے اقرار

لے چکے تو کہنے لگے: عثمانؓ اپنا ہاتھ اٹھائیے۔ عبدالرحمٰنؓ نے ان سے بیعت کی، حضرت علیؓ نے بھی ان سے بیعت کی اور سارے مدینے والے داخل ہو گئے سب نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قصة البیعة و الاتفاق علیٰ عثمان بن عفان رقم الحدیث ۳۷۰۰)

صحیح بخاری میں ہی ایک دوسرے مقام پر بروایت مسور بن مخرمۃ انتخابِ عثمانؓ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان ہوئی ہے کہ:

عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا: مجھے خلافت کی کوئی خواہش نہیں لیکن اگر آپ کہیں تو میں آپ میں سے کسی کو خلافت کے لئے منتخب کر سکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اختیار دے دیا وہ جسے چاہیں چن لیں۔ اب سب لوگ عبدالرحمٰنؓ کی طرف مائل ہو گئے۔ ایک آدمی ان باقی آدمیوں کے ساتھ نہیں رہا، نہ ان کے پیچھے چلتا تھا اور جسے دیکھو وہ ان راتوں میں عبدالرحمٰنؓ سے مشورہ کر رہا ہے (کہ کسے خلیفہ بنانا چاہیے) مسور بن مخرمۃؓ کہتے ہیں کہ: جب وہ رات آئی جس کی صبح کو ہم نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کی تھوڑی رات گئے عبدالرحمٰن بن عوفؓ میرے پاس تشریف لائے، دروازہ کھٹکھٹایا تو میں جاگ اٹھا۔ مجھ سے فرمانے لگے: تم سو رہے ہو میں اس رات (یا ان تین راتوں میں) کچھ زیادہ نہیں سویا۔ جاؤ زبیر بن عوامؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کو بلا لاؤ۔ پھر مجھے بلایا اور کہا: جاؤ حضرت علیؓ کو بلا لاؤ۔ میں انہیں بھی بلا لایا۔ وہ آدھی رات تک ان سے سرگوشی کرتے رہے جب حضرت علیؓ ان کے پاس سے اٹھے تو انہیں یہی امید تھی کہ عبدالرحمٰن کے دل میں ذرا حضرت علیؓ کی طرف سے کچھ اندیشہ تھا۔

پھر انہوں نے مجھ سے کہا اب حضرت عثمانؓ کو بلا لاؤ۔ میں انہیں بلا لایا۔ ان سے اس وقت تک سرگوشی ہوتی رہی کہ صبح کی اذان ہو گئی۔ اذان کے وقت دونوں جدا ہوئے۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ چھ حضرات منبر کے پاس جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰنؓ تمام مہاجرینؓ و انصارؓ جو مدینے میں حاضر تھے اور جتنے فوج کے سردار وہاں موجود تھے۔ نیز جو اتفاق سے اس سال حج کے لئے آئے تھے اور حضرت عمرؓ کے ساتھ انہوں نے حج کیا تھا سب کو بلا بھیجا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰنؓ نے اس وقت تشہد پڑھا اور کہنے لگے: اے علیؓ برا نہ ماننا میں نے سب لوگوں سے اس معاملہ میں گفتگو کی وہ سب عثمانؓ کو مقدم رکھتے ہیں ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔

پھر عثمانؓ سے کہا: میں تم سے اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کی سنت اور آپؐ کے بعد آپؐ کے خلیفوں (ابو بکرؓ و عمرؓ) کے طریق پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی اور جتنے انصار و مہاجرین اور سردارانِ افواج اور عامۃ المسلمین وہاں موجود تھے انہوں نے بھی بیعت کر لی۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس رقم الحدیث ۷۲۰۷)

ابن جریر طبری اور البدایۃ والنہایۃ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طلحہؓ چونکہ پہلے ہی سے باہر گئے ہوئے تھے اس لئے وہ انتخابی عمل میں شریک نہیں تھے۔ خود حضرت عمرؓ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ اگر یہ تین دن کے اندر آجائیں تو شریک مشورہ ہو جائیں ورنہ خیر۔ حضرت طلحہؓ بیعت عثمانؓ کے بعد جب واپس آئے تو حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا: آپ کو اختیار ہے۔ چاہیں تو اس بیعت کو باقی رکھیں اور چاہیں روک دیں۔ حضرت طلحہؓ نے پوچھا۔ کیا سب لوگوں نے عثمانؓ کی بیعت کر لی ہے؟

لوگوں نے جواب دیا: ہاں اس پر حضرت طلحہؓ نے فرمایا: سب لوگوں کے فیصلہ سے مجھے بھی اتفاق ہے۔

(بحوالہ تاریخ ملت جلد اول ص ۲۲۰۔ ۲۲۱ مؤلفہ مفتی زین العابدین میرٹھی مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) (جاری ہے)

چالیسویں سالانہ قدیمی مجلسِ ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ

۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۵ نومبر ۲۰۱۳ء

کی ڈی وی ڈیز تیار ہو چکی ہیں۔ خواہشمند حضرات درج ذیل نمبر پر رابطہ کر کے حاصل کریں۔ اس کے علاوہ اکابر احرار خصوصاً حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ، محسنِ احرار حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ، قائدِ احرار حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کے بیانات کے آڈیو اور ویڈیو بیانات کی سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

صدائے احرار　　دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان　　0300-8020384

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

26 دسمبر 2013ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی　سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061-4511961

مفتی ابوالخیر عارف محمود

حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما

اہل سنت والجماعت کی نظر میں

اعتدال، وسطیت اور اہل سنت والجماعت

الحمدللہ اہل سنت والجماعت ہی امت محمدیہ، علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کا فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ ہے۔ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کو دین وسط اور اعتدال والا قرار دیا ہے، ایسے ہی امت محمدیہ صلوات اللہ وسلامہ علی صاحبہا کو امت وسط بنایا ہے اور اس کا صحیح اور حقیقی مصداق ہر زمان میں اہل سنت ہی رہے ہیں اور تا قیامت رہیں گے۔

عقائد، عبادات، معاملات، افکار ونظریات، عصمت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، احترام سلف صالحین، مجتہدین، محدثین اور علمائے امت پر اعتماد، غرض دین ودنیا کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو اعتدال کے اعلیٰ مرتبے سے نوازا ہے۔ دوسرا کوئی گروہ اور فرقہ اس صفت حقہ میں ان کا شریک ومزاحم نہیں۔ اگر چہ اہل بدعت وگم راہی، زیغ وضلال کے داعی، اسلام کے نام پر اسلام کی بنیادوں پر تیشہ چلانے والے کاغذی مسلمان کتنے ہی بناوٹی دعوے اور پروپیگنڈے کرتے رہیں۔ لیکن یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے اور خود اہل کفر بھی اس کے معترف ہیں کہ اسلام کے حقیقی پیروکار اور ”ما انا علیہ و اصحابی“ کا یقینی مصداق ہمیشہ اہل سنت ہی رہے ہیں۔

اسی وسطیت اور اعتدال کا نتیجہ ہے کہ اہل سنت فرق مراتب کے نہ صرف قائل ہیں، بلکہ عملی طور سے اس کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ مزید برآں فرق مراتب کا لحاظ نہ رکھنے اور کسی بھی شخصیت کو اس کے مقام سے بڑھا کر پیش کرنے، یا اس کی شان میں ادنی درجے کی گستاخی کو علمائے اہل سنت نے زندیقیت سے تعبیر کیا ہے۔

اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اہل سنت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور رسول سمجھتے ہیں، ان کے بعد کسی طرح کے دعوائے نبوت، چاہے ظلی ہو یا بروزی، یا امامت اہل بیت کے نام سے نبوی صفات سے متصف ائمہ کا اعتقاد رکھنے کو علی الاعلان کفر وزندقہ گردانتے ہیں، اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور نسبت رکھنے والی ہر شخصیت، چاہے وہ حضرات اہل بیت ہوں، یا صحابہ کی مقدس جماعت، سب کی عزت وعظمت، ان کی محبت واتباع اور ان سے تعلق کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔

* استاد ورفیق شعبہ تصنیف وتالیف، جامعہ فاروقیہ کراچی

اہل بیت کے نام پر گم راہی وزندقہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دشمنان دین واسلام کا ایک ایسا گروہ وجود میں آیا جس نے اسلام کی بنیادوں کو کمزور کرنے اور اسلامی تعلیمات اور حاملین دعوت اسلام اور ان کی دعوت کو مشکوک بنانے کے لیے ''اہل بیت'' کی محبت اور ان سے موالات کے خوش نما نعرے کا سہارا لے کر اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف اپنے گھناؤنے منصوبوں کا آغاز کر دیا تھا، جس کی پھیلائی ہوئی فتنہ انگیزی اور شر کی لپیٹ میں آج بھی سارا عالم اسلام گھرا ہوا نظر آتا ہے۔

اسلام کے مقابلے میں اہل بیت کے ان مقدس نفوس کی طرف منسوب کر کے ایک نیا دین گھڑا گیا۔ سینکڑوں اور ہزاروں نہیں۔ بلکہ لاکھوں جعلی روایات واحادیث وضع کر کے ان لوگوں نے ان ائمہ ہدی کی طرف منسوب کیا۔ حالاں کہ اہل بیت کے یہ پاک طینت لوگ عقائد وعبادات اور تمام تر دینی ودنیوی معاملات میں ظاہری وباطنی طور پر اہل سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے، بلکہ ان جھوٹے اور دجال لوگوں پر واضح نکیر بھی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما

اہل بیت کے ان باصفا ائمہ میں سے ایک شخصیت حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے، جن کی طرف روافض نے بے انتہا جھوٹی باتیں منسوب کی ہیں اور ان کو اپنے من گھڑت اور مزعومہ نظریے کے مطابق معصوم، مفترض الطاعہ، امام منصوص، محلل ومحرم، نہ جانے کن کن خدائی، نبوی صفات کے ساتھ متصف کیا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ان سب باتوں سے بری اور اہل سنت کے دیگر ائمہ ہدی کی طرح ایک جلیل القدر اور عالی مرتبت بزرگ ہیں۔

اس تحریر کا مقصد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس جلیل القدر صاحب زادے کا صحیح تعارف اور ان کی زندگی کا حقیقی روپ پیش کرنا ہے، جو اہل باطل کے بے بنیاد پروپیگنڈے کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے۔ اس مختصر سی یادداشت میں ان شاء اللہ اس کی کوشش ہوگی کہ ان کا تعارف، مقام ومرتبہ، طرزِ زندگی، علمی انتساب، ان کی نصیحتیں اور خاص کر وہ اقوال ذکر کیے جائیں گے جن سے نہ صرف رفض کی تردید ہوتی ہے، بلکہ اہل سنت کے معتدل مسلک کی واضح تائید بھی ہوتی ہے۔

نام ونسب اور تعلیم وتربیت

زین العابدین کے لقب سے معروف اس بزرگ کی نسبت خاندان نبوت کی طرف ہے، یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ علی بن حسین ان کا نام ہے، قرشی اور ہاشمی ہیں، ابوالحسن ان کی کنیت ہے، ابوالحسن، ابومحمد اور ابوعبداللہ بھی کہا جاتا ہے۔ (تہذیب الکمال: 382/20، سیر اعلام النبلاء: 386/4، حلیۃ

الاولیا:133/3،تذکرۃ الحفاظ:74/1،تھذیب التھذیب:304/7،الثقات:159/5،الجرح والتعدیل:229/6،التاریخ الکبیر:266/6،تاریخ الاسلام:180/3،الکاشف:37/2)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ اسلام'' (181/3) میں یعقوب بن سفیان فسوی سے نقل کیا ہے کہ علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ 33 ہجری میں پیدا ہوئے، لیکن ''سیر اعلام النبلاء'' (386/4) میں علامہ موصوف نے یہ لکھا ہے کہ (شاید) ان کی پیدائش 38 ہجری میں ہوئی ہے، علامہ ابوالحجاج جمال الدین یوسف مزّی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تھذیب الکمال میں (402/20) یعقوب بن سفیان سے سن ولادت 33 ہجری نقل کیا ہے اور یہی راجح ہے۔

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا نام سلامہ یا سلافہ ہے، جو اس وقت کے شاہ فارس یزدجرد کی بیٹی تھی، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایران فتح ہوا تو یہ لونڈی بنالی گئی تھی (سیر اعلام النبلاء: 386/4، تھذیب الکمال: 383/20)۔ ابن سعد نے ''طبقات'' (211/5) میں اس کا نام ''غزالہ'' نقل کیا ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کی والدہ خلیفہ یزید بن ولید بن عبدالملک کی پھوپی تھی۔ (سیر اعلام النبلاء: 399/4) لیکن یہ ضعیف قول ہے۔

ان کو علی اصغر کہا جاتا ہے، ان کے دوسرے بھائی جوان سے عمر میں بڑے تھے، ان کو علی اکبر کہا جاتا تھا، جو معرکہ کربلا میں اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل کوفہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے، (تاریخ الاسلام: 181/3، الطبقات الکبری: 211/5) علی اصغر یعنی علی بن حسین المعروف زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے والد گرامی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ معرکہ کربلا میں شریک تھے، اس وقت ان کی عمر 23 یا 25 برس تھی، اس موقعہ پر یہ بیمار اور صاحب فراش تھے، جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو شمر نے کہا کہ اسے بھی قتل کر دو، شمر کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا: سبحان اللہ! کیا تم ایسے جوان کو قتل کرنا چاہتے ہو جو مریض ہے اور اس نے ہمارے خلاف قتال میں شرکت بھی نہیں کی؟ اتنے میں عمر بن سعد بن ابی وقاص آئے اور انہوں نے کہا کہ ان عورتوں اور اس مریض یعنی علی اصغر سے کوئی تعرض نہ کرے، اس کے بعد ان کو وہاں سے دمشق لایا گیا اور عزت واکرام کے ساتھ ان کو بمع اہل، مدینہ منورہ واپس روانہ کر دیا گیا۔ (الطبقات: 212,211/5، تاریخ الاسلام: 181/3، سیر اعلام النبلاء: 387,386/4)

تحصیل علم اور علمی مقام

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے کبار صحابہ کرام وتابعین عظام سے کسب فیض کیا، آپ نے امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن، اپنے والد حضرت حسین، اپنے چچا حضرت حسن، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور ابورافع، مسور بن مخرمہ، زینب بنت ابی سلمہ، سعید بن میسّب،

سعید بن مرجانہ، مروان بن حکمؒ، ذکوان، عمرو بن عثمان بن عفان اور عبیداللہ بن ابی رافع رحمہم اللہ وغیرہ سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا اور اپنے جدامجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرسل روایت کرتے ہیں۔

(تھذیب الکمال: 383/20، سیر اعلام النبلاء: 387/4، تھذیب التھذیب: 304/7، المراسیل: 139)

تاریخ ابن عساکر (17/12 ب) میں ہے کہ نافع بن جبیر نے علی بن حسین سے کہا: آپ ہمارے علاوہ دوسرے لوگوں کے پاس (تحصیل علم کی خاطر) بیٹھتے ہیں؟ علی بن حسین نے جواباً فرمایا: میں ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھتا ہوں جن سے مجھے دینی فائدہ پہنچے۔

ابن سعد نے ''طبقات'' (216/5) اپنی سند کے ساتھ ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے کہ علی بن حسین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم کی مجلس میں (تحصیل علم کے لیے) بیٹھا کرتے تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ قریش کو چھوڑ کر بنی عدی کے ایک غلام کے پاس بیٹھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: آدمی کو جہاں فائدہ پہنچے وہاں بیٹھتا ہے۔

ابونعیم نے ''حلیۃ'' (138,137/3) میں عبدالرحمٰن بن ازدک سے نقل کیا ہے کہ علی بن حسین مسجد میں آتے، لوگوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے زید بن اسلم کے حلقے میں تشریف فرما ہوتے۔ نافع بن جبیر نے ان سے کہا: اللہ آپ کی مغفرت کرے! آپ لوگوں کے سردار ہیں، لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر اس غلام کے حلقے میں بیٹھتے ہیں؟ علی بن حسین نے فرمایا: علم کو طلب کیا جاتا ہے اور اس کے لیے آیا جاتا ہے اور اسے حاصل کیا جاتا ہے جہاں وہ ہو۔

ابن سعد نے ''طبقات'' (217,216/5) میں اپنی سند کے ساتھ یزید بن حازم سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین اور سلیمان بن یاسر کو منبر اور روضہ شریف کے درمیان چاشت کے وقت تک علمی مذاکرہ کرتے ہوئے دیکھا، جب اٹھنے کا ارادہ ہوتا تو عبداللہ بن ابی سلمہ قرآن پاک کی کوئی سورت تلاوت کرتے، اس کے بعد یہ حضرات دعا مانگتے تھے۔

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سارے تابعین عظام نے فیض حاصل کیا ہے۔ آپ سے حدیث شریف کی روایت کرنے والوں میں آپ کے چار بیٹے ابوجعفر محمد، عمر بن علی بن حسین، زید بن علی بن حسین، عبداللہ بن علی بن حسین، ان کے علاوہ ابن شہاب زہری، عمرو بن دینار، حکم بن عیینہ، زید بن اسلم، یحییٰ بن سعید، ہشام بن عروہ، ابوحازم، محمد بن فرات تمیمی، عاصم بن عبیداللہ بن عامر بن عمر بن خطاب اور یحییٰ بن سعید انصاری رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

(تھذیب الکمال: 384,383/20، سیر اعلام النبلاء: 387/4، تھذیب التھذیب: 304/7)

آپ رحمۃ اللہ علیہ سفید رنگ کا عمامہ پہنا کرتے تھے اور اس کا شملہ پشت یعنی کمر کی جانب لٹکا دیتے تھے۔ (الطبقات: 218/5)

ان سب تصریحات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اہل بیت کے بڑے اور سادات حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاص کر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے علم دین حاصل کرتے تھے، جیسا کہ عام مسلمانوں کا معمول اور طریقہ تھا، اس سے روافض کے اس زعم باطل کی بھی تردید ہوتی ہے کہ اہل بیت کے یہ پاک باز نفوس تحصیل علم میں دوسروں کے محتاج نہیں اور ان کے پاس مخصوص علم ہے، ان کے سوا تمام لوگ ان کے محتاج ہیں اور وہ کسی کے محتاج نہیں، اس عالمی جھوٹ کی حضرت باقر اور حضرت زین العابدین رحمہما اللہ وغیرہ، علماء اہل بیت نے نہ صرف زبانی تردید کی ہے، بلکہ ان کا عمل بھی ان کی تردید کی واضح دلیل ہے۔ جیسا کہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے۔ (145/1)

عبادت گزاروں کی زینت

حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ بڑے عابد وزاہد اور شب بیدار تھے، وہ بنی ہاشم کے فقہاء وعابدین میں سے تھے اس زمانے میں ان کو مدینہ منورہ میں ''سید العابدین'' یعنی عابدوں کا سردار کہا جاتا تھا، ان کی اسی عبادت گزاری کی کثرت کی وجہ سے ان کو ''زین العابدین'' عبادت گزاروں کی زینت بھی کہا جاتا تھا۔ (الثقات: 160,159/5)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا موت تک روزانہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھنے کا معمول تھا اور ان کو کثرت عبادت کی وجہ سے زین العابدین کہا جاتا تھا۔ (تھذیب الکمال: 390/20، سیر اعلام النبلاء: 392/4، تھذیب التھذیب: 306/7) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ علی بن حسین کا تذکرہ کرتے ہوئے روتے تھے اور انہیں زین العابدین کے نام سے یاد کرتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء: 135/3) ابونعیم نے حلیۃ (133/3) میں ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ عبادت گزاروں کی زینت، قانتین کی علامت، عبادت کا حق ادا کرنے والے اور انتہائی سخی ومشفق تھے۔

ابن عیینہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ میں اکثر علی بن حسین کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا، میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا، لیکن وہ بہت کم گو تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل بیت میں ان جیسا کوئی نہیں، حالاں کہ وہ ایک باندی کے بیٹے تھے۔ (تھذیب الکمال: 386/20، سیر اعلام النبلاء: 389/4)

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کے لیے وضو کرتے تھے تو ان کا رنگ پیلا پڑ جاتا اور وضو وا قامت کے درمیان ان کے بدن پر ایک کپکپی کی کیفیت طاری ہوتی تھی، کسی نے اس کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے جا رہا ہوں اور کس سے مناجات کرنے لگا ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ سے)۔

(الطبقات: 216/5، تھذیب الکمال: 390/20، سیر اعلام النبلاء: 392/4)

کسی نے حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے فلاں سے بڑھ کر کسی کو پرہیزگار پایا؟ انہوں نے فرمایا کیا تم نے علی بن حسین کو دیکھا ہے؟ تو سائل نے کہا کہ نہیں، تو فرمایا کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو بھی پرہیزگار نہیں پایا۔ (حلیۃ الاولیاء: 141/3، تھذیب الکمال: 389/20) طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے علی بن حسین کو سجدے کی حالت میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا، وہ فرمارہے تھے: ”عَبۡدُکَ بِفَنَاءِ کَ، وَمِسۡکِیۡنُکَ بِفَنَاءِ کَ، سَائِلُکَ بِفَنَاءِ کَ، فَقِیۡرُکَ بِفَنَاءِ کَ“۔ (تھذیب الکمال: 391/20، سیر اعلام النبلاء: 393/4)

حضرت طاوس کہتے ہیں کہ میں نے جب بھی کسی مشکل میں ان الفاظ کے ساتھ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری مشکل کو آسان فرمادیا۔ (حوالہ سابق)

ابونوح انصاری کہتے ہیں کہ علی بن حسین کسی گھر میں نماز پڑھ رہے تھے اور وہ سجدے کی حالت میں تھے کہ وہاں آگ لگ گئی، تو لوگوں نے کہنا شروع کیا: اے رسول اللہ کے فرزند، آگ آگ۔ انہوں نے اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھایا جب تک آگ بجھ نہ پائی، ان سے کسی نے کہا کہ کس چیز نے آپ کو آگ سے بے خبر رکھا تھا؟ انہوں نے فرمایا: مجھے آخرت کی فکر نے اس آگ سے بے خبر کردیا تھا۔

(تاریخ ابن عساکر: 19/12ب، تھذیب الکمال: 390,389/20، سیر اعلام النبلاء: 392,391/4)

جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد ایک رات و دن میں ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، ان کی موت کا وقت قریب آیا تو رونے لگے، میں نے کہا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حالاں کہ میں نے آپ کی طرح کسی کو اللہ کا طالب نہیں دیکھا اور یہ میں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ میرے والد ہیں، انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ملک مقرب ہو یا نبی مرسل، ہر ایک اللہ کی مشیت و ارادے کے تحت ہوگا جس کو چاہیں عذاب دیں گے اور جس کو چاہیں معاف فرمادیں گے۔ (**اِسۡنَادُھَا تَالَف**)

(تاریخ ابن عساکر: 20/12أ، سیر اعلام النبلاء: 392/4، تھذیب الکمال: 391/20)

انفاق فی سبیل اللہ

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بدنی عبادات کے ساتھ ساتھ مالی عبادات کا بھی غیر معمولی اہتمام کیا کرتے تھے، وہ انتہائی درجے کے سخی اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنے والے تھے، حجاج بن ارطاۃ نے جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے دو مرتبہ اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کردیا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء: 140/3، الطبقات: 219/5، تھذیب التھذیب: 306/7)

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ علی بن حسین رات کے اندھیرے میں پشت پر روٹی لادے مساکین کو تلاش کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ رات کے اندھیرے میں چھپا کر صدقہ کرنا اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے، (حلیۃ الاولیاء:136,135/3، تھذیب الکمال:396/20، سیر اعلام النبلاء:393/4) شیبہ بن نعامہ کہتے ہیں کہ علی بن حسین کو لوگ ان کی زندگی میں بخیل تصور کرتے تھے، لیکن جب ان کا انتقال ہوا تو پتہ چلا کہ وہ مدینہ منورہ کے سو گھرانوں کی کفالت کرتے تھے۔(الطبقات:222/5، حلیۃ الاولیاء:136/3، تھذیب الکمال:392/20)

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں کچھ لوگ ایسے تھے کہ ان کو معلوم نہیں تھا کہ ان کے معاش کا انتظام کون کرتا ہے؟ لیکن جب علی بن حسین کا انتقال ہوا تو وہ اس ذریعہ معاش سے محروم ہو گئے، جو رات کو ان کے لیے سبب بنتا تھا (تاریخ ابن عساکر:21/12 أ، حلیۃ الاولیاء:136/3، تھذیب الکمال:392/20، سیر اعلام النبلاء:393/4) جریر بن عبدالحمید نے عمرو بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ جب علی بن حسین کا انتقال ہوا تو لوگوں نے ان کی کمر پر کچھ نشان پائے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو بتایا گیا کہ یہ اس بوجھ کی وجہ سے ہے جو رات کے اندھیرے میں یتیموں کے لیے لے جایا کرتے تھے۔(تاریخ ابن عساکر:21/12 أ، حلیۃ الاولیاء:136/3، سیر اعلام النبلاء:393/4، تھذیب الکمال:392/20) علی بن حسین فرمایا کرتے تھے کہ جب میں کسی مسلمان بھائی کو دیکھتا ہوں تو میں اس کے لیے اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں تو دنیا میں اس کے ساتھ بخل کا معاملہ کیسے کروں؟ جب کل کا دن ہوگا تو مجھ سے کہا جائے گا: اگر جنت تیرے ہاتھ میں ہوتی تو تو اس کے ساتھ اس سے زیادہ بخل کا معاملہ کرتا۔(تاریخ ابن عساکر:12/21ب، تھذیب الکمال:393/20، سیر اعلام النبلاء:394/4)

جلالت شان

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہت ہی جلیل القدر اور عالی مرتبت بزرگوں میں سے تھے، تمام مسلمان ان کی بہت زیادہ قدر و عزت، اکرام و تکریم کیا کرتے تھے، مشہور واقعہ ہے، جسے علامہ مزی نے تھذیب (400/20۔402) میں، ابونعیم نے حلیہ (139/3) میں اور علامہ ذہبی نے تاریخ اسلام (184,183/3) اور سیر اعلام (398/4) میں نقل کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک اپنے زمانہ خلافت سے قبل ایک دفعہ حج کے لیے گئے، بیت اللہ شریف کے طواف کے دوران حجر اسود کا استلام کرنے کا ارادہ کیا، لیکن ازدحام کی وجہ سے نہیں کر پائے۔

اتنے میں حضرت علی بن حسین تشریف لائے، ایک چادر اور تہبند باندھے ہوئے، انتہائی خوب صورت چہرے والے، بہترین خوش بو والے، ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدے کا نشان تھا، طواف شروع کیا اور جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو لوگ ان کی ہیبت اور جلالت شان کی وجہ سے پیچھے ہٹے اور آپ نے اطمینان کے ساتھ استلام

کیا، اہل شام میں سے کسی نے کہا یہ کون ہے کہ جس کی ہیبت اور جلال نے لوگوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا؟ ہشام نے یہ سوچ کر کہ کہیں اہل شام ان کی طرف مائل نہ ہو جائیں، کہا میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں؟

مشہور شاعر فرزدق (جو علمائے بنوامیہ کے سرکاری شعراء میں سے تھا) قریب ہی کھڑا تھا، اس نے کہا میں انہیں جانتا ہوں۔ اس پر اس شامی نے کہا اے ابوفراس! یہ کون ہیں؟ اس وقت فرزدق نے حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں بہت سارے اشعار کہے تھے، ان میں سے چند یہ ہیں ؎

هذا الذي تعرف البطحاء وطأته   والبيت يعرفه والحل والحرم

هذا ابن فاطمة إن كنت جاهله   بجدّه انبياء الله قد ختموا

ترجمہ: یہ وہ شخص ہے جس کے چلنے کی چاپ کو بطحاء، بیت اللہ، حل اور حرم بھی پہچانتے ہیں، یہ حضرت فاطمہ کے فرزند ہیں اگر چہ تم تجاہل سے کام لے رہے ہو، انہی کے دادا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ انبیا کا سلسلہ ختم کیا گیا ہے۔

ہشام بن عبدالملک کو غصہ آیا اس نے فرزدق کو قید کرنے کا حکم دیا اسے مکہ و مدینہ کے درمیان ”عسفان“ نامی جگہ میں مقید کر دیا گیا، حضرت علی بن حسین کو پتہ چلا تو انہوں نے فرزدق کے پاس 12 ہزار دینار بھیجے اور کہا ابوفراس! اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو ہم وہ بھی بھجوا دیتے، فرزدق نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اے رسول اللہ کے فرزند! میں نے جو کہا اللہ اور اس کے رسول کی خاطر کہا ہے اور میں اس پر کچھ کمانا نہیں چاہتا، حضرت زین العابدین نے یہ کہہ کر واپس بھجوا دیا کہ تمہارے اوپر جو میرا حق ہے اس کا واسطہ ہے کہ تم انہیں قبول کرلو، بے شک اللہ تمہارے دل کے حال اور نیت کو جانتے ہیں۔ تو اس نے قبول کرلیا۔ (سیر اعلام النبلاء: 399/4، تھذیب الکمال: 402/20)

عقیدہ امامت اور حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات صحابہ کرام کے بارے میں عموماً اور حضرات خلفائے راشدین کے بارے میں خصوصاً اہل سنت کے ہم مسلک و مشرب تھے اور ائمہ کے بارے میں روافض کے مخصوص عقائد وافکار کا انکار کرتے تھے۔ چناں چہ فضیل بن مرزوق کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن علی اور حسین بن علی (حضرت زین العابدین کے فرزندانِ گرامی) سے سوال کیا کہ اہل بیت میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کی اطاعت فرض قرار دی گئی ہو؟ کیا آپ اس کو جانتے ہیں کہ جو اس کو نہ پہچانتا ہو تو کیا وہ جاہلیت کی موت مرے گا؟ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اہل بیت میں ایسا کوئی شخص نہیں جو مفترض الطاعۃ ہو اور جو شخص اہل بیت کے بارے میں ایسی بات کہے وہ کذاب ہے۔ فضیل کہتے ہیں کہ میں نے کہا روافض یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے لیے، انہوں نے حضرت حسن کے لیے، انہوں

نے حضرت حسین کے لیے، انہوں نے اپنے بیٹے علی کے لیے اور انہوں نے اپنے بیٹے محمد کے لیے (امامت) کی وصیت کی تھی، عمر بن علی نے جواب میں فرمایا: اللہ کی قسم! میرے والد کا اس حال میں انتقال ہوا ہے کہ انہوں نے دو حرفوں کی بھی وصیت نہیں کی تھی، ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہماری طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں، اللہ انہیں ہلاک کرے، اللہ کی قسم! یہ لوگ (روافض) اہل بیت کے نام پر اپنے پیٹ بھرتے ہیں۔ پھر فرمایا: یہ خنیس پرندے کی بیٹ ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ خنیس کون ہے؟ راوی کہتے ہیں میں نے کہا معلیٰ بن خنیس؟ فرمایا: ہاں معلیٰ بن خنیس، پھر فرمایا کہ میں دیر تک سوچتا رہا کہ اللہ نے ان (روافض) کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے، یہاں تک کہ معلیٰ بن خنیس نے انہیں گم راہ کر دیا ہے۔

(تھذیب الکمال:396,395/20)

عیسٰی بن دینار نے ابوجعفر محمد بن علی بن حسین سے نقل کیا ہے کہ علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر مختار بن ابی عبید پر لعنت کر رہے تھے، کسی نے کہا: اے ابوالحسین! آپ ان پر کیوں لعنت کر رہے ہیں؟ حالاں کہ وہ اہل بیت کے نام پر ذبح کیے گئے ہیں، علی بن حسین نے فرمایا، بے شک وہ جھوٹا تھا، اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ گھڑتا تھا۔ (الطبقات:213/5، تھذیب الکمال:396/20، سیر اعلام النبلاء:397/4) حکم نے ابوجعفر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم بنی امیہ کے پیچھے بغیر کسی ''تقیہ'' کے نماز پڑھتے ہیں، میں اپنے والد کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بھی بنی امیہ کی اقتدا میں بغیر کسی ''تقیہ'' کے نماز پڑھا کرتے تھے۔

(الطبقات:217/5، سیر اعلام النبلاء:397/4)

زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

اہل بیت کے یہ پاک باز نفوس حضرات صحابہ کرام وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں اہل سنت کے نہ صرف ہم مسلک وہم مشرب تھے، بلکہ ان کا بھرپور دفاع کیا کرتے تھے، چناں چہ ابوحازم کہتے ہیں کہ علی بن حسین سے کسی نے پوچھا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیا مرتبہ تھا؟ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: جو تقرب ان کو آج اس روضہ میں حاصل ہے ایسا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی تھا۔ (تھذیب الکمال:393/20، سیر اعلام النبلاء:395/4)

محمد بن علی بن حسین نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ان کے پاس عراق سے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے ابوبکر وعمر کا تذکرہ سبّ وشتم کے ساتھ کیا اور حضرت عثمان کی شان میں گستاخی کرنے لگے، (والعیاذ باللہ) حضرت علی بن حسین نے ان عراقیوں سے کہا: کیا تم ان مہاجرین اولین میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: ﴿لِلْفُقَرَاء

الْـمُهَـاجِـرِيْـنَ الَّـذِيْـنَ أُخْـرِجُـوا مِـن دِيَـارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَاناً وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ .(الحشر:8)

اہل عراق نے کہا: ہم ان لوگوں میں سے نہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔حضرت علی بن حسین نے پھر کہا: کیا تم لوگ ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّـذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الـدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِيْ صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ .(الحشر:9)

اہل عراق نے کہا، ہم ان لوگوں میں سے بھی نہیں جن کے بارے میں اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔اس کے بعد حضرت زین العابدین نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے خود اقرار کیا کہ تم ان آیات میں مذکور دونوں فریقوں میں سے نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں جن کے بارے میں اللہ نے یہ ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّـذِيْـنَ جَـاؤُوا مِـن بَـعْـدِهِـمْ يَـقُـولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوبِنَا غِلّاً لِّلَّـذِيْنَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ﴾. (الحشر:10)، پھر فرمایا: تم لوگ میرے پاس سے اٹھ جاؤ، اللہ تمھارا گھر قریب نہ کرے، تم اپنے آپ کو اسلام کے لبادے میں چھپاتے ہو جب کہ تم اہل اسلام میں سے نہیں ہو۔

(حلیۃ الاولیاء:137,136/3، تھذیب الکمال:395,394/20، سیر اعلام النبلاء:395/4)

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا مجھے ابوبکر وعمر کے بارے میں بتائیں۔انہوں نے فرمایا: صدیق کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ اس آدمی نے کہا آپ انہیں ''صدیق'' کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم کردے! مجھ سے بہتر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین وانصار نے ان کو ''صدیق'' کہا ہے، پس جو ان کو صدیق نہ کہے، اللہ اس کی بات کو سچا نہ کرے، جاؤ! ابوبکر وعمر سے محبت کرو اور انہیں عزیز رکھو، اس کی تمام ذمہ داری میری گردن پر ہے۔(تھذیب الکمال:394,393/20، سیر اعلام النبلاء:395/4)

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں علی بن حسین المعروف زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت عثمان کو ناحق شہید کیا گیا ہے۔(الطبقات:216/5، سیر اعلام النبلاء:397/4)

زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے چند بیش بہا اقوال

(ا) جسم اگر بیمار نہ ہو تو وہ مست ومگن ہو جاتا ہے اور کوئی خیر نہیں ایسے جسم میں جو مست ومگن ہو۔

(حلیۃ الاولیاء:134/3، سیر اعلام النبلاء:396/4)

(۲) دوستوں کا نہ ہونا پردیس (اجنبیت) ہے۔ (حلیۃ الاولیاء: 134/3)

(۳) جو اللہ کے دیے ہوئے پر قناعت اختیار کر لے وہ لوگوں میں سب سے غنی آدمی ہوگا۔ (حلیۃ الاولیاء: 135/3)

(۴) جو باتیں معروف نہیں وہ علم میں سے نہیں، علم تو وہ ہے جو معروف ہو اور اہل علم کا اس پر اتفاق ہو۔

(تھذیب الکمال: 398/20، سیر اعلام النبلاء: 391/4)

(۵) لوگوں میں سب سے زیادہ خطرے میں وہ شخص ہے جو دنیا کو اپنے لیے خطرے والی نہ سمجھے۔ (حوالہ بالا)

(۶) کوئی کسی کی ایسی اچھائی بیان نہ کرے جو اسے معلوم نہ ہو، قریب ہے کہ وہ اس کی وہ برائی بیان کر بیٹھے جو اس کے علم میں نہیں۔ (تھذیب الکمال: 398/20)

(۷) جن دو شخصوں کا ملاپ اللہ کی اطاعت کے علاوہ ہوا ہو تو قریب ہے کہ ان کی جدائی بھی اسی پر ہو۔

(تھذیب الکمال: 398/20)

(۸) اے بیٹے! مصائب پر صبر کرو اور حقوق سے تعرض نہ کرو اور اپنے بھائی کو اس معاملے کے لیے پسند نہ کرو جس کا نقصان تمہارے لیے زیادہ ہو اس بھائی کو ہونے والے فائدے سے۔ (تھذیب الکمال: 399/20، حلیۃ الاولیاء: 138/3)

(۹) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے گناہ گار مومن سے محبت فرماتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء: 140/3، الطبقات: 219/5، تھذیب الکمال: 391/20)

وفات

خانوادہ نبوت کے اس چشم و چراغ نے ساری زندگی سنت نبوی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چل کر بالآخر داعی اجل کو لبیک کہا، ان کے سنہ وفات کے بارے میں اختلاف ہے 92,93,94,95,99 اور 100 ہجری کے مختلف اقوال منقول ہیں، مگر صحیح قول کے مطابق زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بروز منگل 14 ربیع الاول 94 ہجری میں دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے، جنت البقیع میں جنازہ پڑھا گیا اور وہی پر مدفون ہیں۔

(تھذیب الکمال: 404,403/20، سیر اعلام النبلاء: 400/4، الثقات: 160/5، تھذیب التھذیب: 307/7، تاریخ الاسلام: 184/3، الطبقات: 221/5، الکاشف: 37/2)

اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بیت کے ان پاک طینت اور نیک سیرت لوگوں کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی طرف منسوب جھوٹ اور من گھڑت باتوں سے تمام امت کی حفاظت فرمائے۔

☆☆☆

امام اہلِ سنت، مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نعت بحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آفتاب آئے ماہتاب آئے　　سب سے آخر میں آں جناب آئے
ساری دنیا مثال دوزخ تھی　　آپ ہی خلد در رکاب آئے
ساری دنیا پہ تھی محیط خزاں　　اُس پہ لازم تھا اب شباب آئے
زنگ خوردہ تھا شیشۂ دل و روح　　چاہیے تھا کہ اس پہ آب آئے
کفر بے ڈھب سوال کرتا تھا　　آپ ہی بن کے لاجواب آئے
آپ آئے تو ہو گئی تنویر　　سخت ظلمت کو پیچ و تاب آئے
عقل ڈوبی، اُبھر گیا الہام　　فکر و وجداں میں انقلاب آئے
حق یہی تھا، نبی کی مسند پر　　پوری اُمّت کا انتخاب آئے
آئے صدیق، پھر عمر فاروق　　آئے عثماں، تو بُو تُراب آئے
پھر حسن اور معاویہ کو سلام　　کیسے خوش بخت و کامیاب آئے
اُن کے اصحاب پر درود و سلام　　اُترے رحمت تو بے حساب آئے

اُن کے اعدا کے منہ میں خاک پڑے
اُن پہ آنا ہے جو عذاب آئے

☆......☆......☆

محمد سلمان قریشی

منقبت در مدحِ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہم جو یارانِ محمدؐ کی بیاں شان کریں
جو عدو ہیں انہیں بھی صاحبِ ایمان کریں

ذکرِ صدیقؓ و عمرؓ سے ہم کما لیں جنتیں
ساتھ حیدرؓ کے سدا مدحتِ عثمانؓ کریں

میرے آقاؐ کے نہیں سر پہ کسی کا احساں
ایک صدیقؓ ہیں آقا پہ جو احسان کریں

وہ عمرؓ جس کو نبوت نے خدا سے مانگا
خوف پھر اس سے نہ کیوں کسرائے ایران کریں

ہے یہ آقا کی نگاہوں میں مقامِ عثمانؓ
اپنے اصحابؓ سے پھر بیعت رِضوان کریں

ہے یہ حسنین کریمینؓ پہ آقا کا کرم
جو جوانانِ جناں کا انہیں سلطان کریں

تم حسین ابن علیؓ کے قاتلوں کو دیکھ لو
سینہ کوبی کی سزا میں خود کو جو ہلکان کریں

پھیکی پڑ جاتی ہے کیوں چہروں کی رنگت ان کی
اپنی محفل میں جو ذکرِ ابو سفیان کریں

ہے یہ قرآں میں ہدایت تو ملے گی ان کو
اپنا اصحابؓ محمدؐ سا جو ایمان کریں

ہم پہ لازم کیوں نہ ہو ان قدسیوں کی پیروی
جن کی عظمت کا بیاں خود صاحبِ قرآن کریں

جس کی بنیادوں میں شامل ہے صحابہؓ کا لہو
کیوں نہ ہم اس دینِ حق پر اپنی جاں قربان کریں

ذکرِ اصحابؓ کو مدھم نہیں ہونے دیں گے
آپ اگر صاحبِ ایماں ہیں تو پیمان کریں

ذکرِ اصحابؓ سے جو غم میں ہیں ، ان کی قسمت
ہم نہیں چاہتے خود ان کو پریشان کریں

ذکر اصحابؓ نبیؐ سے جن کو ہوتی ہے جلن
خود نہ اپنی آخرت اس بغض میں ویران کریں

دشمنِ دینِ محمدؐ کو بنا کر بھائی
ہر قدم کلفتِ آقا کا نہ سامان کریں

کہتے ہیں جو صاحبِ عصمت ہمارا ہے امام
ہیں وہ کافر گو بظاہر دعوائے ایمان کریں

قادیانی تو نبوت کے ہیں منکر لیکن
حضرتِ شیخ! روافض کی بھی پہچان کریں

وہ بہائی ہوں کہ مرزائی یا اثنا عشری
منکرِ ختمِ نبوت ہیں یہ ایقان کریں

جن کی تعریف ہے قرآن کے سبھی پاروں میں
ان کی توصیف نہ کیوں حضرتِ سلمان کریں

پروفیسر محمد رفیق اذفرؔ

مَدینہ مُنوّرہ (زادھا اللّٰہ تنویراً)

منظورِ کبریا ہے مدینہ منوّرہ
دربارِ مجتبیٰ ہے مدینہ منوّرہ

اَنفاسِ مصطفیٰ کی ہے خوشبو بسی ہوئی
یک صد بہار زا ہے مدینہ منوّرہ

بہرِ اسلام آتا ہے خورشیدِ خاوراں
صبحِ جہاں نما ہے مدینہ منوّرہ

طیبہ کو اپنے گُنبدِ خضرا پہ ناز ہے
عرشِ بریں نما ہے مدینہ منوّرہ

اسمِ محمّدی سے ہے تاباں یہ سر زمیں
رشکِ سَبع سَما ہے مدینہ منوّرہ

اے دل، ذرا وفورِ محبت سے نام لے
شائستۂ ثنا ہے مدینہ منوّرہ

گویا وہ خیمہ زن ہے ریاضِ رسول میں
جس دل میں بس گیا ہے مدینہ منوّرہ

خالی ہے آسمان کی جھولی ترے بغیر
اور آپ ﷺ سے بھرا ہے مدینہ منوّرہ

آتے ہیں صبح و شام ملائک سلام کو
نوری محل سَرا ہے مدینہ منوّرہ

اے زائرِ مدینہ ذرا سا بھی غم نہ کر
درمانِ ہر بلا ہے مدینہ منوّرہ

سو جاؤں خاکِ پاکِ مدینہ کو اوڑھ کر
آغوشِ مصطفیٰ ہے مدینہ منوّرہ

قدَمَینِ مصطفیٰ کا ہے اذفرؔ یہ معجزہ
فردوس آشنا ہے مدینہ منوّرہ

(شعبان ۱۴۳۳ھ)

☆☆☆

پروفیسر خالد شبیر احمد　　　　　　　　　　قسط: ۳۰

ورق ورق زندگی

گورنمنٹ کالج سول لائن ملتان، اکتوبر (۱۹۶۲):

شاہ جی امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ ملتان چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے تو میری سرکاری نوکری ملتان میں شروع ہوئی۔ اسلامیہ کالج میں پڑھا رہا تھا کہ مجھے بھی سرکاری نوکری کا پروانہ آ گیا۔ ایم۔اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد میں نے سب سے پہلے پنجاب یونیورسٹی میں بطور لیکچرر نوکری کے لیے کوشش کی تھی۔ میں اس سلسلے میں اپنے کالج کے پرنسپل جناب تاج محمد خیال مرحوم و مغفور سے اُن کے آفس میں ملا۔ وہ اس وقت پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ بڑی اچھی طرح ملے۔ پوچھا کہ کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ایم۔اے کر لیا ہے، اگر آپ کے زیرِ سایہ یونیورسٹی میں بطور لیکچرر جگہ مل جائے تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ اُنہوں نے اپنے پی۔اے سے کہا کہ اگر کہیں گنجائش ہے تو اسے یونیورسٹی میں لگا دیا جائے، یہ مجھے بہت عزیز ہے اور پھر یہ تو ہاکی میں ''یونیورسٹی بلیو'' بھی ہے اور تم جانتے ہو کہ مجھے کھلاڑیوں سے بہت زیادہ پیار ہے۔ پی۔اے نے کہا کہ سر ابھی تو ایسی کوئی گنجائش نہیں ہے، ان کا پتہ نوٹ کر لیتے ہیں اگر کہیں گنجائش نکلی تو ترجیح انھی کو دی جائے گی۔ میں نے اس کے بعد لاہور ڈائریکٹوریٹ میں اپنی درخواست دے دی۔ اسی درخواست کے تحت مجھے ۱۹۶۲ء میں گورنمنٹ کالج سول لائنز ملتان میں ملازمت کا آرڈر ملا تھا۔ میں دو چار دن تو اس بات کا فیصلہ نہ کر سکا کہ آیا مجھے یہیں پر کام کرنا چاہیے یا پھر اسلامیہ کالج چھوڑ کر سرکاری نوکری Join کر لوں۔ اس بارے میں مشورے کے لیے چند دوستوں کے ساتھ ملتان آیا اور حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مشاورت ہوئی۔ میں نے اُنہیں عرض کیا کہ اگر سرکاری نوکری اختیار کروں تو پھر جماعت کا کام تو نہیں ہو سکے گا، جبکہ پرائیویٹ نوکری میں جماعت کا کام بھی چلتا رہتا ہے۔ آپ نے کہا کہ سرکاری نوکری کر لو۔ صرف مجلس شوریٰ کے اجلاس میں بطور مبصر شرکت اور معاونت کا فارم پر کر لینا باقی سب کچھ ہوتا رہے گا۔ چنانچہ اُن سے مشورے کے بعد میں نے اسلامیہ کالج کی نوکری چھوڑ کر ملتان گورنمنٹ کالج سول لائنز میں بطور لیکچرر کام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن اس سے پہلے مجھے بھی میاں عبدالباری صاحب (پرنسپل اسلامیہ کالج) نے وہی کہا جو انھوں نے میرے دوست بھٹی صاحب سے کہا تھا جب اُنہیں سرکاری نوکری ملی تھی کہ اپنی جگہ آدمی دے کر چلے جاؤ تو مجھے اعتراض نہیں۔ چنانچہ میں نے بھی اسی طرح جیسے بھٹی صاحب نے مجھے اسلامیہ کالج خانیوال کے لیے تلاش کیا ایک دوست کو تلاش کیا اور اسے پرنسپل صاحب کے سپرد کر کے خود ملتان آ کر سول لائنز کالج کو Join کر لیا۔ یہ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۶۲ء کی تاریخ تھی۔ اور اس وقت کالج کے پرنسپل غالباً پروفیسر تاج محمد تھے۔ خانیوال میں بچے چھوڑ آیا تھا۔ ان کی نگہداشت کے لیے چھوٹے بھائی ظہیر کو بلا لیا تھا وہ چند دن بچوں کے پاس رہے۔

ملتان آمد:

ملتان پہنچ کر سول لائنز کالج میں Joining Report دی تو پرنسپل صاحب نے پوچھا کہ رہائش کا کوئی انتظام ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ چند دنوں تک کالج ہاسٹل میں رہائش اختیار کرلو بعد میں کوئی مکان تلاش کر لینا۔میری طبیعت طلباء کے ساتھ ٹھہرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔اب جو لیکچر دے کر پہلی بار کالج سے باہر آیا تو خیال آیا کہ رات کہاں ٹھہروں گا، میری تو شہر میں کسی سے جان پہچان بھی نہیں ہے۔

شاہ جی امیر شریعت قدس سرّہٗ کے فرزندانِ گرامی میں سے صرف حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے ایک دو ملاقاتیں تھی اور پھر اُن سے ایسی کوئی بے تکلفی بھی نہیں تھی کہ ان کے دروازے پر جا پڑتا۔اسی سوچ میں گم تھا کہ دفعتاً فاروق بھراڑہ یاد آ گئے۔وہ میرے بچپن کے دوست عزیز بھراڑہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ایک دفعہ جب میں فیصل آباد سے خانیوال آنے کے لیے گاڑی میں بیٹھا تو ان سے ملاقات ہوئی تھی پوچھا کہاں کا ارادہ ہے تو کہنے لگے کہ آج کل ملتان ہوتا ہوں وہاں پر کسی سیٹھ کی نوکری کر رہا ہوں۔ان سے جب رہائش کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے اپنی رہائش کے بارے میں مکمل بتایا تھا اور جگہ میرے ذہن میں تھی۔گھنٹہ گھر سے کچہری روڈ پر ذرا آگے چل کے ایک گلی کے کونے پر۔چنانچہ ان کے دروازے پر دستک دی تو نیچے آئے۔بڑی اچھی طرح ملے، میں نے کہا کہ میں بھی ملتان آ گیا ہوں۔سن کر خوش ہوئے، میں نے مدعا بیان کیا، کہنے لگے آپ اوپر چل کر خود دیکھ لیں بس ایک ہی کمرہ ہے جس میں ہم دونوں میاں بیوی رہتے ہیں اگر کوئی گنجائش ہوتی تو میرے لیے یہ اعزاز تھا کہ آپ میرے ساتھ رہتے ہیں۔انہوں نے مجھے کھانا کھلایا اور کہا دوپہر کا انتظام تو کر دیتا ہوں، گھنٹہ گھر کے پاس میرے سیٹھ کا ایک مکان ہے جو دو بھائیوں کے درمیان متنازعہ بن چکا ہے۔ چابی میرے پاس ہے لیکن رات آپ یہاں پر نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ دوسرا بھائی کہے گا کہ میرے سیٹھ نے مکان پر قبضہ کرنے کے لیے ایک آدمی کو وہاں ٹھہرادیا ہے۔بہر حال میں نے اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کیا۔ایک چارپائی اور تکیہ مجھے دے دیا گیا اور میں چارپائی پر دراز ہو گیا لیکن نیند کہاں، پریشانی کہ رات کو کہاں جاؤں گا۔کبھی کسی مسجد اور کبھی کسی باغ میں سونے کے لیے سوچتا۔انتہائی بے چینی کا عالم تھا کہ اتنے میں ایک اعلان سنا۔لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا جا رہا تھا: آج ملتان میں پاکستان ہاکی ٹیم آئی ہوئی جو ملتان کی ٹیم کے ساتھ ایک نمائشی میچ کھیلے گی اپنے پاکستانی ہاکی کے کھلاڑیوں کو کھیلتے ہوئے دیکھنے اور اُن کی حوصلہ افزائی کے لیے میچ دیکھنے کے لیے ضرور تشریف لائیں۔میچ کی جگہ وہی بتائی گئی جو میرے کالج کے ساتھ تھی جہاں امیر شریعت کا جنازہ پڑھایا گیا تھا۔میں نے جب یہ اعلان سنا تو وقت گزارنے کے لیے میچ سے محظوظ ہونے کا سوچا۔

جب میں دوپہر وقت مقررہ پر گراؤنڈ پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چودھری محمد امین، چودھری غلام رسول کے بھائی، پاکستان ہاکی پلیئر اختر رسول کے چچا پولیس انسپکٹر کی وردی پہنے، ایک کرسی پر براجمان ہیں۔چودھری امین میرے اچھے دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں اکٹھے پڑھتے رہے اور اکٹھی ہاکی بھی کھیلی تھی۔میں نے انہیں اپنی طرف

متوجہ کیا تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے کہنے لگے ''ارے شبیر تم کہاں؟'' میں نے کہا جہاں تم ہو وہیں میں بھی، میں ملتان آ گیا ہوں اور یہاں پر اس کالج میں نوکری مل گئی ہے۔ کرسی چھوڑ کر کھڑے ہوئے اور بغل گیر ہو گئے۔ اس اچانک ملاقات پر بڑی خوشی ہوئی۔ انھوں نے مجھے ساتھ والی کرسی پر بٹھالیا۔ میچ سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے کہ اب کہاں جاؤ گے؟ میں نے جواباً کہا ''میں نے کہاں جانا ہے؟ کہہ تو چکا ہوں کہ جہاں تم وہیں میں بھی'' اور بتایا کہ آج ہی پہنچا ہوں اور ابھی رہائش کا بندوبست نہیں کیا۔ انھوں نے مسکراتے ہوئے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ چلو یہ بھی اچھا ہوا۔ کچھ روز اکٹھے رہ کر ایامِ ماضی کی یادیں تازہ کریں گے۔ وہ مجھے ڈریم لینڈ سینمانز د گھنٹہ گھر کے سامنے خواجگان کے کوارٹرز کی ایک لمبی قطار کے آخری کوارٹر میں لے گئے۔ باورچی رکھا ہوا تھا، کھانا کھلایا۔ میں نے کہا کہ یار کہیں مکان تلاش کرو، تمہاری بھابھی خانیوال اکیلی ہے، کہنے لگے مکان کا ملنا تو مشکل ہے البتہ تمھاری مشکل میری مشکل ہے۔ یہ کہہ کر وہ بستر پر لیٹ گئے، میں سمجھا کہ سو گئے کوئی آدھ گھنٹے بعد اچانک اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا کیا بات ہے سوتے سوتے اٹھ بیٹھے ہو؟۔ کہنے لگے سویا ہی کہاں تھا تمھارے لیے رہائش ڈھونڈ رہا تھا اور وہ مجھے مل گئی ہے۔ کالج سے کل جب واپس آؤ گے تو اسی لائن کے آخری دو کوارٹروں کی چابیاں تمہارے ہاتھ میں ہوں گی۔

میں نے کہا کہ وہ کیسے؟ کہنے لگے ان دو کوارٹروں میں رہائش پذیر عورتوں کی اخلاقی شکایتیں آ رہی ہیں۔ مالکان نے ان کوارٹرز کو خالی کروانے کا کام میرے ہی سپرد کر رکھا ہے۔ خالی کروا کے تمھیں ہی دلوا دیتا ہوں مگر شرط یہ ہوگی کہ بھابھی کے آنے کے بعد میں روٹی تمھارے ہاں سے ہی کھاؤں گا۔ میں نے کہا روٹی کا بھی کوئی مسئلہ ہے میرے لیے تو تمھارے ساتھ رہنا ہی کافی خوش قسمتی ہے کہ یہاں پردیس میں تم جیسا جگری دوست پڑوس میں ملے گا۔ صبح اٹھ کر ناشتہ کیا اور کالج پڑھانے چلا گیا۔ واپس آیا تو واقعی وہ دونوں کوارٹروں کی سیڑھی پہ کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے۔ کہنے لگے یہ لو چابیاں اور بھابھی کو جا کر لے آؤ۔ میں سیڑھیاں چڑھ کے اوپر آیا تو دو کوارٹر ایک دوسرے کے ساتھ، راستہ ایک ہی تھا اور وہ سیڑھیوں کا۔ دروازہ کھولا تو ایک کمرہ، کمرے کے آگے صحن اور ایک کونے میں غسل خانہ اور بیت الخلاء۔

میں دوسرے روز خانیوال گیا اور بیوی اور بچوں کو ساتھ لے کر آ گیا۔ اور چودھری امین صاحب کا پڑوسی بن گیا۔ میرا کوارٹر بالکل گلی میں تھا اور ان کا کوارٹر میرے کوارٹر کے سامنے تھا۔ آدھی رات کو نیچے سیڑھیوں والے دروازے پہ دستک ہوتی تو ہم جاگ اٹھتے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ہمارے پیشرو رہائشیوں کے ملاقاتی تھے۔ اس مشکل کا حل میں نے یہ سوچا کہ گلی میں سیڑھیوں والے دروازے پر تختی لگا دی ''چودھری محمد امین انسپکٹر پولیس'' اور ساتھ چودھری صاحب سے کہہ کے دو پولیس والوں کی ڈیوٹی لگوا دی کہ وہ اس گلی میں رات کو آنے والے مشکوک لوگوں کا راستہ کاٹنے کا سبب بنے رہیں۔ چنانچہ رات کو جگانے والا یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا اور ہم بڑے آرام سے رہنے لگ گئے۔

دوسری مشکل:

رہائش کا مسئلہ تو حل ہو گیا لیکن دوسری مشکل یہ تھی کہ اس وقت نوکری کے پہلے چھے ماہ تک تنخواہ نہیں ملا کرتی

تھی۔ جو کچھ تھا وہ تو خرچ ہو چکا تھا۔ گھر میں دو بچے اور بیوی، ضروری اخراجات کے لیے پاس کچھ نہیں تھا۔لیکن میں کچھ زیادہ گھبرایا نہیں۔ایک دفعہ فاروق بھراڑہ سے دس روپے ادھار لیے تو دوسری دفعہ دفترِ ختمِ نبوّت میں مولانا عبدالرحیم اشعر سے ملاقات ہوئی، میں فیصل آباد سے ہی اُن سے واقفیت رکھتا تھا جب وہ مجلس احرارِ اسلام فیصل آباد کے دفتر میں بطور آفس سیکرٹری کام کرتے تھے تو اُن سے پانچ روپے قرض لیے، کچھ دن اس سے کام چلتا رہا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوتا رہا ہے کہ جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا اللہ تعالیٰ غیب سے مدد کر دیتے تھے۔ یہاں پر بھی ایسے ہی ہوا، ایک روز کالج میں لیکچر دے کر فارغ ہوا تو ایک شاگرد مجھے علیحدگی میں لے گیا اور مجھ سے میرا نام پوچھا۔ میں نے کہا کہ نام تو میں پہلے دن ہی بتا چکا ہوں، دو دن میں ہی بھول گئے ہو؟ کہنے لگا کہ میں پہلے دن نہیں آیا تھا۔ میں نے اسے اپنا نام بتایا۔ کہنے لگا کہ آپ کے کوئی دوست رجب علی وٹو ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ رجب علی وٹو ساہیوال کے رہنے والے ہیں اور انھوں نے میرے ساتھ ہی ایم۔اے کیا تھا وہ میرے بڑے اچھے دوست ہیں۔ کہنے لگا کہ میں آج کل اُن کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہوں۔ میں نے اُنھیں آپ کے بارے میں بتایا کہ ہمارے نئے پروفیسر صاحب آئے ہیں۔انھوں نے آپ کے قدوقامت سے لے کر چہرہ مہرہ پوچھا اور لباس تک پوچھ لیا تو مجھے کہنے لگے ''کل اُن سے ملنا اور اگر وہ اپنا نام خالد شبیر احمد بتائیں تو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں ڈریم لینڈ سینما کی کینٹین میں پچھلے پہر چار بجے کے قریب ان کا منتظر رہوں گا''۔ آپ ذرا آج ۴ بجے ان سے ملاقات کر لیں کیونکہ انہوں نے ملاقات کا کہا ہے۔ میں بہت خوش ہوا کہ نئے شہر میں ایک اور اچھا دوست مل گیا۔

چنانچہ ڈریم لینڈ سینما (نزد گھنٹہ گھر) جو ہمارے کوارٹروں کے بالکل سامنے ہی تھا، کی کینٹین پر پہنچا تو وٹو صاحب بڑی بے تابی کے ساتھ میرا انتظار کر رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اپنے بازوؤں کی گرفت میں لے لیا اور گرمجوشی سے بھینچنے لگے۔ چائے کی پیالی پر گفتگو شروع ہوئی تو یونیورسٹی کی پرانی باتیں تازہ ہو گئیں۔ میں نے پوچھا یہاں کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگے میں نیشنل سیونگ سکیم اچھی خاصی نوکری جو کر رہا ہوں۔ پھر کافی دیر تک گپ شپ جاری رہی جانے سے پہلے دوبارہ ملنے کا وعدہ بھی ہوا۔ جب میں رخصت ہونے لگا تو سو سو کے تین نوٹ میرے ہاتھ میں تھما دیے۔ میں نے کہا یہ کیا؟ کہنے لگے کہ ابھی چھے ماہ تک تنخواہ تو تمھیں ملنی نہیں ہے۔اس لیے ان سے گزارہ کرو جب تنخواہ ملے گی تو لوٹا دینا۔ میں گریز کر رہا تھا اور وہ اصرار، ضرورت مند میں تھا ہی۔ میں نے روپے رکھ لیے اور یوں دوسری مشکل بھی حل ہو گئی۔

کالج کے ہمکار:

کالج انتہائی کشادہ، عمارت خوبصورت اور دل نشین تھی۔ سٹاف سے پہلے روز رسمی تعارف تو ہو گیا تھا البتہ کچھ دنوں بعد خاص طور جن لوگوں سے بے تکلفی کے مخلصانہ تعلقات قائم ہوئے، ان میں فارسی کے جابر علی سید، عبدالخالق عزمی جو اردو کے پروفیسر تھے اور عابد صدیق جن کا مضمون بھی اردو ہی تھا، قابلِ ذکر ہیں۔ان کے علاوہ دوسرے پروفیسروں کے ساتھ بھی اچھی سلام دعا تھی مگر بے تکلفی نہیں ہوئی۔ مثلاً پروفیسر مسعود جغرافیہ کے اور سبطین نقوی عربی کے استاد تھے۔

مرزا مبارک اردو میں تھے، فیصل آباد کے رہائشی تھے اس لیے ان سے بھی بات چیت ہو جاتی تھی۔ پروفیسر نظام خان بڑے خوش مجلس آدمی تھے۔ ان کی ٹیبل ٹاک بڑی پُر لطف ہوتی تھی۔ ہر ایک اُن کے پاس بیٹھ کر لطف اندوز ہونے کی کوشش کرتا تھا۔ اُن کا مضمون فلسفہ و نفسیات تھا۔ بعد میں عبدالرحمٰن شاکر جو فیصل آباد سے تعلق رکھتے تھے وہ بھی ہم میں آن ملے تو دوستی کا حلقہ وسیع ہو گیا۔ فرخ درانی انگریزی کے پروفیسر تھے اور شاعری اردو میں کرتے تھے۔ وہ بھی ہمارے پاس کبھی کبھی بیٹھ جاتے۔ لیکن ہمارا حلقہ جو ہمہ وقت ہم نشینی کی راہ پر رواں ہوا، وہ یہی تھا۔ جابر علی سید، عبدالخالق عزمی، عابد صدیق، عبدالرحمٰن شاکر۔ پروفیسر زیدی بھی اچھے آدمی تھے لیکن وہ ہم میں بیٹھتے نہیں تھے۔ بجنور سے اُن کا تعلق تھا۔ وہ خاصا لیے دیے رہتے تھے۔ اس لیے ہم بھی انہیں اتنا ہی وقت دے پاتے جتنا وہ قبول فرماتے تھے۔ دل کے برے نہیں تھے مگر ان کی پروفیسر نظام خان سے بالکل نہیں بنتی تھی اور خان صاحب بھی ان کا ذکر بہت اچھے الفاظ میں نہیں کرتے تھے۔

جابر صاحب پہلے جابر علی جابر کہلاتے تھے۔ بعد میں جابر علی سید ہو گئے۔ دوستوں میں ایک دن یہ بات بھی زیرِ بحث تھی کہ جابر علی جابر سے جابر علی سید کیسے ہو گئے؟ معلوم ہوا کہ کچھ حضرات نے ازراہِ مذاق ایسی باتیں اُن سے کہہ دی تھیں کہ انہیں اپنے نام میں یہ تبدیلی کرنا پڑی۔ ایک صاحب نے کہیں کہہ دیا ''اُف حضرت علی دو جابروں کے درمیان'' تو کسی نے کہا کہ یہ کیا نام ہے جیسے ''لاہور ریجن لاہور''، انتہائی نازک خیال، تن آسان اور شگفتہ مزاج، علم و ادب کے رسیا۔ ہر وقت عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کے لفظ اُن کے ذہن میں کودتے رہتے تھے اور نہ خود چین لیتے نہ ہی جابر علی سید کو چین لینے دیتے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک صاحب کوئٹہ سے تبدیل ہو کر ہمارے کالج آئے، نام اس وقت یاد نہیں۔ اردو ان کا مضمون تھا۔ وہ بھی بڑے عروضی تھے اسی وجہ سے بہت جلد جابر صاحب کے قریب ہو گئے۔ جب یہ دونوں حضرات مجلس میں عروض پر بات کرتے اور شعروں کی تقطیع کرتے تو میں کبھی ایک کے منہ کی طرف دیکھتا اور کبھی دوسرے کی طرف۔ علمِ عروض ان دونوں کو ایسے ازبر تھا جیسے حفاظ کرام کو قرآن پاک۔ پھر جب کسی مسئلہ پر دونوں میں اختلاف ہوتا تو بحث اور بھی دلچسپ ہو جاتی۔ ہماری مجالس میں عموماً بات چیت ادب پر ہی ہوتی۔ کبھی لطائف کا سلسلہ شروع ہو جاتا تو کیفیت ادب سے بے ادبی میں بھی تبدیل ہو جاتی تھی۔ عزمی صاحب انتہائی زیرک، اعتدال پسند اور پرلطف شخصیت کے مالک تھے۔ راہ چلتے کئی الفاظ کے تلفظ انہوں نے درست کرائے۔ کالج میں فارغ وقت کے علاوہ رات کو کسی ہوٹل میں بیٹھنے کا پروگرام بھی بن جاتا تھا۔ غالباً حسین آگاہی میں دہلی مسلم ہوٹل میں بیٹھا کرتے تھے۔ وہاں شہر کے دوسرے نامور شاعر اور ادیب بھی آتے جن میں خاص طور پر عتیق فکری، عرش صدیقی اور ارشد ملتانی قابلِ ذکر ہیں۔ ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری سے بہت جلد ملاقات ہوتی اور چند دنوں میں ہم آپس میں گھل مل گئے جیسے برسوں سے اکٹھے ہوں۔ کبھی کبھی میں خود شاہ صاحب سے ہوٹل کی نشست میں آنے کی استدعا کرتا وہ مان جاتے۔ اور جس دن عطاء المحسن شاہ صاحب ہوٹل میں آتے محفل کا رنگ ہی مختلف ہو جاتا۔ ہر موضوع پر گفتگو کا لہجہ ہی بدل جاتا۔ یوں محسوس ہوتا کہ عطاء المحسن ایک ایسا مرکز اور محور ہے جس کے اردگرد محفل رنگ و رعنائی کے ساتھ سانس لے رہی ہے۔ عقیدہ، فقہ، حدیث، ادب، فارسی، عربی، اردو کلاسیکی

شاعری اور اگر عتیق فکری موجود ہوں تو پھر فلکیات، علم نجوم اور نہ جانے کیا کیا زیرِ بحث آتا۔ میں ان سب کے درمیان اگرچہ دم بخود بیٹھا رہتا تاہم بعض اوقات اپنی علمی استطاعت کے مطابق حصہ بھی لیتا تھا۔ بہر حال یہ مجھے محسوس ہونے لگ گیا تھا کہ ان میں اگر اسی طرح بیٹھتا رہا تو ان شاء اللہ بہت جلد بہت کچھ حاصل کرلوں گا۔

حضرت امیرِ شریعت کے تیسرے فرزند مولانا سید عطاء المومن بخاری سے بھی دوستی پہلی دوسری ملاقات میں ہو گئی۔ پچھلے ٹائم ان سے تقریباً یومیہ نشست ہوتی تھی۔ جب بھی ان سے گفتگو ہوتی تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے خلوص اور محبت کی مطہّر صراحتوں نے پورے ماحول کو اپنی گرفت میں لے لیا ہو، ان کی گفتگو کے بین السطور میں سچائی اور حق گوئی کی چمک جھلکتی نظر آتی تھی۔ انھوں نے مجھے اپنے ذاتی حلقۂ احباب سے بھی متعارف کرایا۔ کالج کے بعد ہم ایک دوسرے کے گھروں میں بھی ملتے لیکن رات کو کسی نہ کسی جگہ ہمارا مل بیٹھنا تو بہت ضروری ہوتا تھا۔ یہ سب لوگ بے پناہ صلاحیتوں سے مزین تھے۔ ذوقِ مطالعہ فطرت کی طرف سے انہیں وافر عطا کیا گیا تھا۔ یہی وہ لوگ ہی کہ دم آخر تک جنہیں بھولنا میرے بس میں ہی نہیں کیونکہ میرے جیسے کم علم شخص نے ان تمام سے بقدرِ ظرف استفادہ تو کیا لیکن احاطہ نہیں کر سکا۔ ان کے درمیان بیٹھ کر ادبی ذوق وشوق کی طرف توجہ مبذول ہوئی۔ تو ایسی ایسی باتیں سننے کو ملی کہ جو میرے حیطۂ علم سے کہیں دور تھیں۔

ہاکی کی طرف مراجعت:

دو سال تک تو ہاکی کھیلنے کا موقع نہیں ملا۔ کیونکہ ان کالجوں میں نہ کوئی گراؤنڈ تھا اور نہ ہاکی ٹیم۔ ملتان میں دونوں چیزیں میسر تھیں۔ گراؤنڈ بھی اور ہاکی ٹیم بھی۔ کالج ہاکی ٹیم کا انچارج بھی مجھے ہی بنا دیا گیا اور پھر لطف یہ کہ یارِ طرحدار پروفیسر عابد صدیق مرحوم بھی ان دنوں ہاکی باقاعدگی کے ساتھ کھیلتے تھے۔ ہفتے کو ہاکی کھیلنے کے بعد ہم دونوں گلڈ ہوٹل چلے جاتے اور رائیٹر گلڈ کے تنقیدی اجلاسوں میں شرکت کرتے جہاں ادیب حضرات اپنی تخلیقات کو برائے تنقید اہل علم کے سامنے پیش کرتے تھے۔ عرش صدیقی ان دنوں رائٹر گلڈ ملتان کے سیکرٹری تھے، وہی ایسے اجلاسوں کا اہتمام کرتے تھے۔ جابر علی سید کی علمی اور ادبی صلاحیتوں کا اظہار حلقۂ احباب سے باہر انھی اجلاسوں کے ذریعے ہوا۔ جابر صاحب کسی کمزور یا ساقط المعیار تخلیق کو کلام کیے بغیر جانے نہیں دیتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا کہ ادیب اور شاعر وہاں پر تنقید کرنے والوں میں سب سے زیادہ جابر صاحب سے ہی خائف ہیں۔ بہر حال ادبی اجلاس اور ہاکی دونوں چلتے رہے اور میں ملتان کی معروف کلب ''ایگل ہاکی کلب'' کا باقاعدہ رکن بن گیا جو پورے ڈویژن کی نمائندہ ہاکی ٹیم تھی۔ دو دفعہ ملتان زون کی طرف سے نیشنل ہاکی چیمپئن شپ کھیلنے کا اتفاق بھی ہوا۔ بہر حال جتنا عرصہ ملتان میں رہا، ہاکی سے تعلق بھی برقرار ہی رہا۔

ہاکی کا شوق اور ادبی ذوق دونوں ساتھ ساتھ رہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق ہاکی کے شوق پر غالب آیا۔ ڈاکٹر تاثیر وجدان صاحب سے بھی اسی حوالے سے ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ وہ اگرچہ پڑھاتے دوسرے کالج میں تھے لیکن وہاں سے فارغ ہو کر ہمارے کالج ہی چلے آتے تھے اور دیر تک ہمارے درمیان بیٹھ کر علم وادب کے پھولوں سے ادبی محفلوں کو معطر کرتے۔ ان کے ساتھ بھی دوستی آخر دم تک رہی۔ انتہائی مخلص اور صاحب علم شخصیت کے مالک تھے۔

(جاری ہے)

شعیب ودود

مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

ہم بندشب وروز میں جکڑے ہوئے بندے' اپنی معاشی ضرورتوں، خواہشوں اور معاشی مجبوریوں کے ہاتھوں بالکل ایک مکمل معاشی جانور بن کر رہ گئے ہیں۔ صبح وشام، دن اور رات، مہینے اور سال سب اسی دوڑ دھوپ میں گزرتے جا رہے ہیں۔ ہم سا غافل کوئی زمانے میں نہ ہوگا۔ ہم جو موجود ہیں، جو زندہ ہیں اور جو ہمارے درمیان ہیں باعثِ رحمت اور باعث برکت ہیں ان ہستیوں کو، ان غنیمت دموں کو بھی ہم لوگ کچھ وقت نہیں دے پاتے۔ آج کا برسرِ روزگار انسان روزگار کی بندشوں میں ایسا جکڑا ہے کہ وہ بہت کچھ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر پاتا۔ ''اس مرض کی دوا کرے کوئی۔'' اور اگر بے روزگاری کا عذاب اس کے گلے میں ڈال دیا جائے تو بھی جیتے جی مر جاتا ہے۔ نہ اپنے اس کی خبر رکھتے ہیں اور نہ پرائے۔ خیر وہ تو ہوئے جو پرائے۔ انسان اچھا وہی ہے جو ہر حال میں خوش رہے اور اپنی مصروفیات کے ہمراہ اس دنیا اور اس دنیا کے مکینوں کو ساتھ لے کر چلے۔ جو یہاں ہیں ان کو بھی ساتھ لے کر چلے اور جو وہاں ہیں ان کو بھی اپنی یادوں اور دعاؤں میں یاد رکھے۔

۱۵رنومبر کی آمد ہے اور اس ماہ کے آتے ہی میرا دل ودماغ ایک عجیب سی بے یقینی اور بے چینی کی کیفیت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ موسم سرما ہمیشہ سے پسندیدہ موسم رہا ہے مگر اس موسم کا پہلا مہینہ خصوصاً میرے لیے بہت ہی غمگین ہو گیا ہے۔ اس ماہ یعنی ۱۵رنومبر ۲۰۰۹ء بروز اتوار...... کچھ ایسا ہوا تھا کہ جس کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے۔ جی ہاں! وہ تھی...... سید ذوالکفل بخاری کی المناک شہادت۔ علم کے راستے کا شہید جو معلم بھی اور طالب علم بھی تھا۔

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہیں آستیں نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے افق پہ مہرِ مُبیں نہیں ہے
کئی دماغوں کا ایک انساں میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اُجڑ گئی ہے زباں سے زورِ بیاں گیا ہے
تری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہیں جو حزیں نہیں ہے
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

ذوالکفل کو دنیا سے بچھڑے ہوئے چار سال ہو چکے مگر خدا کا شکر ہے کہ وہ مجھ سے چار منٹ بھی کبھی دور نہیں ہو پایا۔ میں جب بھی اپنی کتابوں کے درمیاں بیٹھتا ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ خوشی اور غمی میں شرکت کرتا ہوں تو بھی وہ مجھے بہت یاد آتا ہے۔ کیونکہ میرے اور اس کے دن شہرِ ملتان میں ساتھ ساتھ ہی گزرے ہیں۔

اب اگر وہ شہرِ ملتان کامکین نہیں ہے مگر ملتان کے بہت سے باسیوں کے دل میں رہتا ہے۔ ہاں وہ اگر اس دنیا میں ہوتا تو میں اب اُسے ڈاکٹر کہہ کر پکارتا۔ انگریزی ادب کا ڈاکٹر۔ کیونکہ وہ سعودی عرب سے پی ایچ ڈی بھی کر رہا تھا۔ مجھے معلوم ہے وہ ڈاکٹر کہلوانا کبھی پسند نہ کرتا کیونکہ سادگی اس کی زندگی کا، اس کی شخصیت کا ''گہنا'' تھا۔ وہ مجھے لیکن ڈاکٹر کہنے سے کبھی منع نہ کرتا۔ بلکہ خدشات کا شکار رہتا کہ اگر شعیب کو ڈاکٹر کہنے سے منع کروں گا تو یہ کسی اور طریقے سے ڈاکٹر کہہ دے گا۔ جیسے کہ میں اسے یہ پہلے ہی باور کرا چکا تھا کہ تم جب پی ایچ ڈی کر کے آؤ گے تو پھر میں تمہیں ''ڈاک دار'' کہا کروں گا۔ کتنے خوابوں کو نظر کھا گئی بدخواہوں کی۔

ذوالکفل بخاری کئی دماغوں کا ایک دماغ، کئی اذہان کا ایک ذہن، کئی دوستوں کا ایک دوست مفکر بھی تھا اور مبلّغ بھی، معلم بھی تھا اور طالب علم بھی۔ یارِ طرح دار بھی تھا اور بندۂ پُر اسرار بھی، وہ میرا دوست بھی تھا اور میرا میزبان بھی۔ وہ رجلِ صالح ایک عجیب وغریب چہکتی دمکتی ذہانت کا مالک تھا اور ایسے ذہین وفطین لوگ شاید پہلے ہی بھانپ جاتے ہیں کہ ان کی منزل اس جہاں میں نہیں ہے۔ ذوالکفل کا ہی ایک شعر ہے ملاحظہ فرمائیے:

خوف آتا ہے ستاروں سے سحر کے آخر
کچھ ضروری نہیں منزل بھی سفر کے آخر

ذوالکفل بخاری کا ہی کہنا تھا کہ ''کامیاب آدمی وہ ہے جو کوئی بھی کام کرنے سے پہلے ایک لمحہ رک کر یہ سوچے کہ اس کام میں دین کا یا دنیا کا کیا فائدہ ہے۔ اگر کوئی فائدہ نظر نہ آئے یا کسی حقیر اور عارضی فائدے کی خاطر وقت، مال اور جان کی قربانی زیادہ قیمتی محسوس ہو تو اس کام کو فوراً ترک کر دے۔ اس کو ''ترکِ لایعنی'' کہتے ہیں۔ ''ترکِ لایعنی'' دنیا و دین کی کامیابی کا راز ہے''۔

۱۵رنومبر ۲۰۰۹ء بروز اتوار ذوالکفل بخاری جامعہ اُمّ القریٰ مکہ مکرّمہ میں جامعہ سے واپسی پر اپنے تدریسی فرائض سرانجام دینے کے بعد عزیزیہ میں واقع اپنے گھر جا رہے تھے کہ حادثے کا شکار ہو گئے اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ یوں علم وعمل کا ایک چراغ اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کے لیے گل کر دیا گیا۔ ذوالکفل بخاری کی تدریسی ادبی اور صحافتی زندگی کو دیکھتے ہوئے اس کی گفتگو سنتے ہوئے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ زندگی اگر اس سے وفا کرتی تو وہ کئی شعری مجموعے، کئی لغات، کئی ماہنامے، کئی مضامین ومقالات کا مصنف اور کئی یونیورسٹیوں کا استاد ہوتا۔ ''خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر''۔

سید ذوالکفل بخاری شہیدؒ ہمارے دلوں میں یوں زندہ رہے گا کہ جیسے بقول اقبالؔ

یاد سے تیری دلِ درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبے میں دعاؤں سے فضا معمور ہے

حافظ عبید اللہ		(آخری قسط)

دجّال قادیاں کی تحریفات اور کذب بیانیاں

دوستو! دجال قادیان مرزا غلام احمد نے نہ صرف قرآن کریم اور حدیث رسول کریم ﷺ میں تحریفات لفظیہ ومعنویہ کیں بلکہ اس نے تورات وانجیل (بائبل) کو بھی معاف نہیں کیا اور اپنے جھوٹے دعووں کو ثابت کرنے کے لیے نہایت بے شرمی کے ساتھ موجودہ بائبل پر بھی جھوٹ بولے، ہم بطور مشتے از خروارے چند نمونے ذکر کرتے ہیں۔

دجال قادیان مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی نے اپنے مشہور زمانہ جھوٹوں میں ایک جھوٹ یہ بھی لکھا تھا کہ ﴿**قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گویاں ٹل جائیں**﴾ (کشتی نوح، رخ جلد 19 صفحہ 5)، قرآن کریم پر تو مرزا نے یہ صریح اور کھلا جھوٹ بولا ہے کیونکہ جو قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا اس میں ایسی کوئی آیت نہیں جس میں ہو کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی، اگر مرزا غلام قادیانی کا کوئی امتی وہ آیت دکھا سکتا ہے جس میں مسیح موعود اور طاعون کا ذکر ہے تو سامنے آئے، اسی صفحے کے حاشیے میں مرزا نے توریت وانجیل کے حوالے بھی ذکر کیے ہیں جہاں اسکے بقول یہ ذکر ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑ یگی چنانچہ لکھا ﴿**مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کتابوں میں موجود ہے۔ زکریا ۱۴: ۱۲، انجیل متی ۲۴: ۸، مکاشفات ۲۲: ۸**﴾ (حاشیہ صفحہ مذکورہ) یعنی مرزا کے دعوے کے مطابق عہد نامہ قدیم کی کتاب (زکریا) کے باب 14 کی آیت 12، عہد نامہ جدید کی کتاب متی کی انجیل کے باب 24 کی آیت 8 اور اسی عہد نامہ جدید کی آخری کتاب مکاشفہ کے باب 22 کی آیت 8 میں یہ مذکور ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑ یگی۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا کتابوں میں کیا لکھا ہے؟

عہد نامہ قدیم کی کتاب (زکریا، باب 14 کا حوالہ)

ہمارے سامنے اس وقت بائبل کا اردو ترجمہ ہے جو ﴿کتاب مقدس﴾ کے نام سے پاکستان بائبل سوسائٹی کا شائع کردہ ہے (یاد رہے کہ بائبل کے نام سے جو کتاب آج کے زمانے میں موجود ہے وہ دو حصوں پر مشتمل ہے ایک حصے کو اردو میں عہد نامہ قدیم اور انگریزی میں Old Testament کہتے ہیں اس میں توریت اور حضرت عیسی علیہ السلام سے پہلے انبیاء کی طرف منسوب کتابیں وغیرہ ہیں، دوسرا حصہ عہد نامہ جدید یا New Testament کہلاتا ہے اس میں چار مختلف انجیلیں اور پولس وغیرہ کے خطوط ہیں)، سب سے پہلے عہد نامہ قدیم کی کتاب (زکریا، باب 14: آیت 12) پیش ہے۔

﴿آیت **12**: خدا سب قوموں پر جنہوں نے یروشلم سے جنگ کی یہ عذاب نازل کرے گا کہ کھڑے کھڑے انکا گوشت سوکھ جائے گا، انکی آنکھیں چشم خانوں میں گل جائیں گی اور انکی زبان انکے منہ میں سڑ جائے گی﴾ اسکے بعد آیات 13 اور 14 اور 15 بھی پڑھ لیں تاکہ بات واضح ہوجائے ﴿**13**: اس دن خدا لوگوں کو بڑے عذاب سے مارے گا وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں گے اور ایک دوسرے پر حملے کریں گے۔ **14**: یہودا بھی یروشلم میں لڑیگا اردگرد کی سب قوموں کا مال اکٹھا کیا جائے گا کثرت سے سونا چاندی اور لباس جمع ہوگا۔ **15**: اور گھوڑوں، خچروں، اونٹوں، گدھوں اور سب حیوانوں پر جو ان لشکر گاہوں میں ہوں گے وہی عذاب نازل ہوگا﴾۔

قارئین محترم! کیا ان آیات میں کہیں بھی ایسی کوئی بات ہے کہ ﴿مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑ یگی﴾؟ پھر یہاں تو یروشلم یعنی بیت المقدس کا ذکر ہے اور کذاب قادیان تو موت کے ڈر سے انگریزی حکومت کے صوبہ پنجاب سے باہر بھی شاید کبھی نہ نکلا بلکہ اسے لاہور آتے ہوئے بھی قتل ہوجانے کا خوف رہتا تھا اس نے تو یروشلم کا منہ تک نہیں دیکھا۔

<u>عہدنامہ جدید کی کتاب (انجیل متی، باب 24) کا حوالہ</u>

مرزا نے دوسرا حوالہ دیا انجیل متی کا، یہ حوالہ ایسا ہے کہ خود صیاد اپنے ہی دام میں آ گیا، مرزا نے انجیل متی کے باب 24 کی آیت 8 کا حوالہ دیا جس کے اندر دور دور تک نہ کسی مسیح موعود کا ذکر اور نہ ہی طاعون کا کوئی نام ونشان، لیکن بائبل کے اس مقام کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک بڑی دلچسپ بات ہماری نظر سے گذری جس سے مرزا غلام قادیانی خود نقلی اور جعلی مسیح ثابت ہوگیا، آیئے آپ بھی پڑھیں انجیل متی کے اس باب کی آیات 4 تا 11 یہ ہیں:

﴿**4**: یسوع نے جواب میں ان سے کہا: خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کردے۔ **5**: <u>کیونکہ بہت سے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیں گے</u>۔ **6**: لڑائیاں ہوں گی اور تم لڑائیوں کی خبریں اور افواہیں سنو گے خبردار! گھبرانا مت کیونکہ ان باتوں کا ہونا ضروری ہے، لیکن ابھی خاتمہ نہ ہوگا۔ **7**: کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی، جگہ جگہ قحط پڑیں گے اور زلزلے آئیں گے۔ **8**: مصیبتوں کا آغاز انہی باتوں سے ہوگا۔ **9**: اسوقت لوگ تمہیں پکڑ پکڑ کر سخت ایذا دیں گے اور قتل کریں گے اور ساری قومیں میرے نام کی وجہ سے تم سے دشمنی رکھیں گی۔ **10**: اسوقت بہت سے لوگ ایمان سے برگشتہ ہوکر ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور آپس میں عداوت رکھیں گے۔ **11**: <u>بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیں گے</u>۔﴾

دوستو! آپ نے دیکھا کہ ان آیات میں مسیح موعود کا ذکر نہیں بلکہ نقلی اور جعلی جھوٹے مسیحوں اور جھوٹے مدعیان نبوت کا ذکر ہے، نیز آیت نمبر 8 میں جس کا دجال قادیان نے حوالہ دیا ہے دور دور تک نہ طاعون کا ذکر اور نہ مسیح موعود کا کوئی حوالہ، لیکن قادیان کے اس دھوکے باز نے اپنا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے انتہائی دجل وفریب سے کام لیا۔

مرزائی دھوکہ نمبر 1: مرزائی کہتے ہیں کہ بائبل کے پرانے نسخوں میں ان آیات میں طاعون کا بھی ذکر تھا جو بعد میں نکال دیا گیا اور اسکے لئے دلیل پیش کرتے ہیں بائبل کا ایک انگریزی ترجمہ جسے کنگ جیمس ورژن King James Version کہا جاتا ہے (یاد رہے تورات وانجیل کی اصل زبان عبرانی ہے) اور کہتے ہیں کہ بائبل کے اس انگریزی ترجمے میں اس باب کی آیت 7 میں ایک لفظ ہے Pestilences اور اسکا مطلب ہے طاعون یہ لفظ بعد میں بائبل کے انگریزی اور اردو نسخوں سے نکال دیا گیا تھا۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ بائبل سے کیا کیا نکال دیا گیا اور کیا کیا نیا داخل کیا گیا، ہم فرض کرلیتے ہیں کہ اس لفظ کا ترجمہ طاعون ہے، یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ مرزا نے آیت 8 کا حوالہ دیا تھا نہ کہ 7 کا، اسکے بعد بھی بائبل کے اس مقام کا مطالعہ کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان آیات میں جن چیزوں کی خبر دی گئی ہے وہ اس وقت ہوں گی جب نقلی اور جعلی مسیح ظاہر ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے اور آیت نمبر 11 کے مطابق جھوٹے نبی بھی اٹھ کھڑے ہوں گے، لہذا ثابت ہوا کہ مرزا غلام قادیانی نقلی مسیح اور جھوٹا نبی تھا کیونکہ اسکے اپنے دعوے کے مطابق یہ سب باتیں اسکے زمانے میں پوری ہوئیں اور طاعون بھی اسکے مطابق اسکے زمانے میں ہی پڑی۔

مرزائی دھوکہ نمبر 2: کہتے ہیں اس جگہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو وہ نشانیاں بتائی ہیں جن کے پورے ہونے کے بعد اصلی مسیح موعود نے آنا ہے، اور وہ مسیح مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی ہے، اور اس پیش گوئی کے عین مطابق مرزا سے پہلے بہت سے لوگوں نے مسیح ہونے کا جھوٹا دعوی کیا تھا اور ان جھوٹوں کے بعد سچا مسیح آ گیا۔

دوستو! انجیل متی کے اسی باب کی آیت 30 میں اصلی مسیح (علیہ السلام) کے نزول کی منظرکشی بھی کی گئی ہے، آیئے دیکھتے ہیں۔

﴿ پھر آدم کے بیٹے کا نشان آسمان میں دکھائی دے گا اور دنیا کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو آسمان کے بادلوں پر عظیم قدرت اور جلال کے ساتھ آتا دیکھیں گی، اور وہ اپنے فرشتوں کو نرسنگے کی آواز کے ساتھ بھیجے گا ﴾ (انجیل متی، 30:24)

تو بائبل میں تو یہ لکھا ہے کہ ان سب جھوٹے، نقلی اور جعلی مسیحوں کے بعد جب اصلی مسیح آئے گا تو لوگ اسے بادلوں کے اوپر سے نیچے آتا ہوا دیکھیں گے یعنی وہ آسمان سے نازل ہوگا، یہاں بھی مرزا غلام قادیانی مراد نہیں ہوسکتا، بلکہ یہاں انجیل بھی احادیث نبویہ علی صاحبہا السلام والتحیہ کی تصدیق کررہی ہے جن کے اندر صاف طور پر نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، نیز اس سچے اور اصلی مسیح کے زمانے میں نہ زلزلوں کی کوئی خبر دی گئی اور نہ ہی قحط یا طاعون کی۔

<u>عہدنامہ جدید کی کتاب (مکاشفہ، باب 22) کا حوالہ</u>

مرزا قادیانی نے تیسرا حوالہ دیا (مکاشفات، باب 22 آیت 8) کا، ہمیں بائبل میں ﴿ مکاشفات ﴾ نام کی تو

کوئی کتاب نہیں ملی، البتہ عہد نامہ جدید کے آخر میں (یوحنا عارف کا مکاشفہ) نام کی ایک کتاب موجود ہے غالباً مرزا نے بھی اسی کا حوالہ دیا ہے، آیئے اس میں مرزا کا ذکر کردہ مقام دیکھتے ہیں کہ وہاں کسی مسیح موعود یا طاعون کا ذکر ہے؟۔

﴿ **آیت 7: دیکھ میں جلد آنے والا ہوں، مبارک ہے وہ جو اس کتاب کی نبوت کی باتوں پر عمل کرتا ہے۔ آیت 8: میں یوحنا وہ شخص ہوں جس نے ان باتوں کو سنا اور دیکھا، اور جب میں یہ باتیں سن چکا اور دیکھ چکا تو میں اس فرشتے کے قدموں پر سجدے میں گر پڑا۔** ﴾ یہاں دور دور تک نہ کسی مسیح موعود کا ذکر اور نہ ہی طاعون پڑنے کا ذکر۔

محترم قارئین! آپ نے دیکھا کہ دجال قادیان نے بائبل کو بھی نہیں بخشا اور اپنے صریح جھوٹ کو ثابت کرنے کے لیے اس نے کیسے جھوٹے حوالے دیے۔ اور اپنے ہی پیش کردہ حوالے سے وہ نقلی اور جعلی مسیح ثابت ہو گیا۔ اس نے خود لکھا تھا کہ ﴿ **ممکن نہیں نبیوں کی پیش گویاں ٹل جائیں** ﴾ (رخ جلد 19 صفحہ 5) نیز اس نے لکھا تھا ﴿ **پیش گوئی تو انجیل اور تورات کی بھی ماننی پڑے گی اگر وہ صفائی سے پوری ہو جائے** ﴾ (رخ جلد 18 صفحہ 507)، اور حضرت عیسی علیہ السلام کی انجیل متی میں مذکور پیش گوئی سو فیصد پوری ہوئی کہ ﴿ **خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کردے۔ کیونکہ بہت سے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیں گے...... بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیں گے** ﴾

دانیال نبی کی کتاب کے حوالے سے مرزا قادیانی کا دجل وفریب

دوستو! بائبل کا نام لے کر دجال قادیان کے دجل وفریب کا ایک اور نمونہ پیش خدمت ہے، مرزا قادیانی نے لکھا ﴿ **دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت بہت لوگ پاک کیے جائیں گے اور سفید کیے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف ہو جائے گی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائے گی، ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس دن تک آتا ہے، اس پیش گوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا** ﴾ (حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 207)، اس پر مزید کچھ تبصرہ کرنے سے پہلے عہد نامہ قدیم میں دانیال کی کتاب سے یہ مقام دیکھتے ہیں وہاں کیا لکھا ہے:

﴿ **میں نے یہ سنا لیکن سمجھ نہ پایا، اس لئے میں نے پوچھا، میرے خداوند ان سب کا انجام کیا ہوگا؟، اس نے جواب دیا۔ اے دانی ایل، تو اپنی راہ لے کیونکہ یہ باتیں آخری زمانے تک کے لئے بند کردی گئی ہیں اور ان پر مہر لگا دی گئی ہے۔ بہت لوگ پاک ہو کر صاف وشفاف کیے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے، شریروں میں سے کوئی نہ سمجھ پائے گا**

لیکن دانشور سمجھ جائیں گے۔ جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور اجاڑنے والی مکروہ شے نصب کی جائے گی تب سے ایک ہزار دو سو نوے دن گذر چکے ہوں گے۔ مبارک ہے وہ شخص جو انتظار کر کے ایک ہزار تین سو پینتیس دن پورے کرے گا﴾ (دانی ایل: باب 12، آیات 8 تا 12)

آپ نے دیکھا یہاں مسیح موعود یا اسکے زمانے کا کہیں کوئی ذکر نہیں، نیز یہاں ایک ہزار دو سو نوے دن اور ایک ہزار تین سو پینتیس دن کا ذکر ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں دجال قادیان کی کارستانی، اس نے جہاں دانیال کی کتاب کا یہ حوالہ ذکر کیا اسی صفحے کے حاشیہ میں یوں لکھا **﴿دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے اور اس جگہ وہ نبی ہجری سال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اسلامی فتح اور غلبہ کا پہلا سال ہے﴾** (حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 207)، دیکھیں کیسے یہ دجال اپنی طرف سے الفاظ کا غلط مطلب بیان کر رہا ہے، دن سے مراد سال اور سال سے مراد ہجری سال، لیکن یہ سب کرنے کے باوجود بھی وہ جھوٹا ہی رہا، کیسے؟ آیئے دیکھتے ہیں، آگے لکھتا ہے **﴿ایک ہزار دو سو نوے سال ہوں گے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا، سو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا﴾** (حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 208﴾ کچھ آگے لکھا **﴿اور میں اسکو خدا تعالی کا ایک نشان سمجھتا ہوں ٹھیک بارہ سو نوے (1290) ہجری میں خدا تعالی کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ ومخاطبہ پا چکا تھا، پھر سات سال بعد میری کتاب براہین احمدیہ جس میں میرا دعوی مسطور ہے تالیف ہو کر شائع کی گئی﴾** (صفحہ مذکورہ) پھر تین چار سطروں کے بعد لکھا، غور سے پڑھیں **﴿پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس (1335) برس لکھتا ہے جو خدا تعالی کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے اور یہ پیش گوئی ظنی نہیں ہے﴾** (صفحہ مذکورہ)۔

آپ نے دیکھا کہ کیسے اس دھوکے باز نے پہلے ﴿دن﴾ سے مراد سال لیا، پھر سال سے مراد اسلامی ہجری سال لیا، اور پھر یہ جھوٹ بولا کہ دانیال نبی نے مسیح موعود کا زمانہ بیان کیا ہے، یعنی وہ یہ ثابت کرنے کے چکر میں ہے کہ مسیح موعود سنہ 1290 ہجری میں ظاہر ہوگا، اور سنہ 1335 ہجری تک رہے گا۔ لیکن اسکے دجل کی انتہا دیکھیں کہ یہ نہیں لکھتا کہ ﴿میں نے مسیح موعود ہونے کا دعوی 1290 ہجری میں کیا تھا﴾ بلکہ کہتا ہے اس وقت مجھے الہام ہونے شروع ہوئے تھے، ساتھ ہی اس نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کا ذکر بھی کیا جو اس نے 1297 ہجری میں لکھی تھی اور اسی کتاب میں وہ خود قرآن کریم کی آیات سے حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام کے دوبارہ دنیا میں نازل ہونے کا عقیدہ ثابت کرتا ہے اور خود اس نے اس وقت تک مسیح موعود ہونے کا دعوی نہیں کیا تھا۔ تو دن سے سال اور سال سے ہجری سال مراد لے کر بھی وہ مسیح موعود ثابت نہ ہو سکا کیونکہ اگر واقعی دانیال نبی نے مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی کی تھی تو مرزا کو 1290 میں مسیح موعود ہونے کا دعوی کرنا چاہیے تھا (ہم یہ مرزا کے مفروضے پر بات کر رہے ہیں ورنہ دانیال کی کتاب میں ہرگز کسی مسیح موعود یا

ہجری سال کا کوئی ذکر نہیں وہاں صاف طور پر دن کا لفظ ہے)، پھر مرزا نے خود اپنے آپ کو جھوٹا بھی ثابت کر دیا، اس نے لکھا کہ **دانیال نبی نے اس مسیح موعود کا آخری زمانہ 1335 بیان کیا ہے جو خدا کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کے متعلق ہے**، اب ظاہر ہے مرزا کی لغت کے مطابق 1335 سے مراد ہجری سال ہوا، یعنی (مرزا کے فرضی) مسیح موعود نے دانیال نبی کی پیش گوئی کے مطابق 1335 ہجری تک رہنا تھا، اور مرزا کے مطابق اسکے خدا نے اسکی عمر کے بارے میں اسے جو الہام کیا ہے وہ بھی ایسا ہی ہے اور یہ ظنی نہیں بلکہ یقینی ہے (یعنی وہ 1335 ہجری تک رہے گا)، لیکن ہوا کیا؟ مرزا سنہ 1326 ہجری بمطابق 1908 عیسوی کو بمرض ہیضہ اس دنیا سے چلا گیا، یعنی دانیال نبی کی پیش گوئی سے پورے 9 سال پہلے، جبکہ دانیال نبی کی بائبل میں موجود کتاب میں اتنی چالاکیاں، تحریفات اور اضافے کر کے بھی وہ 1335 ہجری تک زندہ نہ رہ سکا، اور نہ ہی سنہ 1290 ہجری میں اس نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تھا۔ اب نتیجہ صاف ہے، یا تو دانیال نبی کی پیش گوئی کسی اور چیز کے بارے میں تھی اور مرزا نے اسے کھینچ کر اپنے اوپر لگانے کی ناکام کوشش کی، یا موت کا فرشتہ غلطی سے مرزا کے پاس نو سال پہلے آ گیا اور اسکی جان لے گیا، یا ثابت ہوا کہ دنیا کا سب سے بڑا دھوکے باز اور فراڈی تھا مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی، فیصلہ آپ خود کر لیں۔

☆☆☆

ادارہ

اخبارُالاحرار

آج ہمارے تمام مسائل کا حل خلافتِ صحابہ کے نظام کے عملی نفاذ میں مضمر ہے (مجلس احراراسلام)

لاہور(۶رنومبر) مجلس احرارِاسلام پاکستان کے قائد سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس اور دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر ’’یوم شہادت حضرت عمر فاروق‘‘ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اپنے بیانات وخطابات میں کہا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کے تمام صحابہ کرام برحق ہیں۔ سیدنا عمر فاروق کا عدل وانصاف اور طرز حکمرانی بے مثال تھا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ ’’اگر میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا!‘‘ مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے کہا کہ آج ہمارے تمام مسائل کا حل خلافتِ صحابہ کے نظام کے عملی نفاذ میں مضمر ہے، انہوں نے کہا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طرز حکمرانی کے امام تھے۔ انہوں نے صوبہ خیبر پختون خوا میں یکم محرم الحرام کی سرکاری تعطیل کرنے کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ صحابہ کرام پر تنقید کرنے والوں کے لیے اسلامی سزا نافذ کرے علاوہ ازیں مجلس خُدام صحابہ اور تحریک طلباء اسلام کے زیر اہتمام بھی ’’یوم شہادت فاروق اعظم‘‘ منایا گیا۔

’’ملالہ‘‘ کے نام پر لکھی جانے والی کتاب میں قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کرنے کی مذموم کوشش کی ہے

لاہور(۱۳رنومبر) متحدہ تحریک ختم نبوت کے کنونیئر اور مجلس احرارِاسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے آل پاکستان پرائیوٹ سکولز فیڈریشن کی جانب سے ملک بھر کے ایک لاکھ پچیس ہزار سے زائد سکولوں میں ملالہ یوسف زئی کی کتاب ’’آئی ایم ملالہ‘‘ پر پابندی کا خیر مقدم کرتے ہوئے اِسے قابل تحسین اقدام اور بروقت فیصلہ قرار دیا ہے۔ اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ اِس فیصلے پر تنقید بے جا اور بے محل ہے کیونکہ آئی ایم ملالہ میں موجود مواد نظریۂ اسلام، نظریۂ پاکستان حتیٰ کہ آئین پاکستان کی وہ دستاویز جسے لبرلز کے ہاں تقدس حاصل ہے، سے بھی صریحاً متصادم ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں آل پاکستان پرائیویٹ سکولز نے اس کتاب پر پابندی لگا کرنئی نسل اور زیر تعلیم نرسری پر احسان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملالہ نے اپنی کتاب میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ کہیں بھی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھا حالانکہ اس کی سخت وعید آئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملالہ کے نام پر لکھی جانے والی کتاب میں لکھنے والوں نے قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جغرافیائی سرحدوں کا تحفظ تب ہی ہوگا جب نظریاتی سرحدیں محفوظ رہیں گی اور جو لوگ یا ادارے ہماری نظریاتی سرحدوں کی نفی کر رہے ہیں۔ وہ دراصل ملک کی بنیادوں کو ہلانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسکول وکالج تو ہماری نرسریاں ہیں۔ معصوم بچوں کے ذہن سلیٹ کی مانند ہوتے ہیں اگر ابھی سے انہیں کفر والحاد اور لادینیت سے بھر دیا جائے تو پھر ہمارا مستقبل تاریک ہو جائے گا جبکہ استعماری قوتیں اِسی ایجنڈے پر کام کر رہی ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ کتاب پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

لاہور (۱۳؍نومبر) مجلس احرارِ اسلام لاہور کے امیر حاجی عبدالقدیر بٹ انتقال کر گئے ، ان کی نماز جنازہ گزشتہ روز بعد نماز ظہر ادا کی گئی ، جس میں مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں اور کارکنوں کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری ، پروفیسر خالد شبیر احمد ، سید محمد کفیل بخاری ، عبداللطیف خالد چیمہ ، میاں محمد اویس ، قاری محمد یوسف احرار ، چودھری محمد اکرام ، چودھری محمد اکرام بھٹہ اور دیگر رہنماؤں اور کارکنوں نے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔

سانحہ جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی پر احتجاج

۱۰؍محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۵؍نومبر ۲۰۱۳ء کو جامعہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی پر شر پسندوں نے حملہ کر کے مسجد و مدرسہ کی حرمت کو پامال کیا اور بے گناہ علماء ، طلباء و نمازیوں کو شہید کیا بہیمیت کی حد تو یہ کہ بے گناہ بچوں کو ذبح کیا گیا۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ مسجد سے ملحقہ مدینہ مارکیٹ کو پٹرول ڈال کر آگ لگا دی گئی جس سے مسجد و مدرسہ بھی جل گئے اور کروڑوں روپے کی املاک جل کر خاکستر ہو گئیں۔

۱۰؍محرم الحرام کی شام یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح ملک بھر میں پھیل گئی جس کے ساتھ ہی عوام الناس میں غصے کی شدید لہر دوڑ گئی اور لوگ احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں اور چوراہوں پر نکل آئے حکومت سے قاتلوں کی گرفتاری کے مطالبات شروع ہو گئے ۔ راولپنڈی جیسا پر امن ، بارونق شہر دیکھتے ہی دیکھتے ویران ہو گیا۔ ہر طرف خوف و ہراس اور سوگ کی کیفیت تھی۔ اس صورتحال میں ملک بھر کی دینی و سیاسی جماعتوں نے مل کر مطالبہ کیا کہ واقعہ کے ذمہ داران اور قاتلوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ سانحہ راولپنڈی کے ذمہ داران کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور پھانسی دی جائے۔ وفاق المدارس العربیہ اور دیگر مذہبی جماعتوں کی اپیل پر ۲۲؍نومبر بروز جمعۃ المبارک ملک بھر میں ''یومِ احتجاج'' منایا گیا۔ اسی سلسلہ میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ملک بھر میں احتجاج کیا گیا اور اجتماعات جمعہ میں قرار دادیں منظور کی گئیں۔ تفصیلات کے مطابق مجلس احرار اسلام پاکستان کے قائد سید عطاء المہیمن بخاری ، سید محمد کفیل بخاری ، عبداللطیف خالد چیمہ ، قاری محمد یوسف احرار ، مولانا محمد مغیرہ ، میاں محمد اویس نے مختلف مقامات پر احتجاجی اجتماعات اور بیانات میں کہا کہ راولپنڈی میں جو خون کی ہولی کھیلی گئی اس کو چھپا کر اور شہداء کی تعداد بہت کم بتا کر حکومت اور میڈیا ظلم و سفا کی کی انتہاء کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن سبا کی روحانی و معنوی اولاد منکرین صحابہ اور روافض نے اپنی سیاہ تاریخ دہرائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سانحۂ راولپنڈی لال مسجد کے سانحہ کی طرح بڑا اور خطرناک سانحہ ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ اب اینکر پرسنز ، آزاد میڈیا اور انسانی حقوق کے علمبردار کہاں ہیں؟ جاگ رہے ہیں یا شراب کے نشے میں سو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ حکمران اور سیاستدان اپنی موت یاد رکھیں سب کو قبر میں جانا ہے۔ جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی پر حملہ ، قرآن ، تعلیم اور انسانیت پر حملہ ہے۔ اگر بلوائیوں کو کیفر کردار تک نہ پہنچایا گیا تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ سرکاری انتظامیہ وقت ٹالنے کے لیے جھوٹے اعلانات نہ کرے بلکہ منکرین صحابہ کی ریشہ دوانیوں کا مستقل سدباب کرے۔ انہوں نے کہا کہ محرم الحرام کے ماتمی جلوس آرمی ، پولیس اور حکومتی ایجنسیوں کے کڑے پہرے اور حصار میں نکلنے کے باوجود بھی اہلِ سنت کی مساجد و مدارس محفوظ نہیں ہیں۔ عوام الناس کی جان و مال بھی خطرے میں ہوتی ہے جس کا واضح ثبوت راولپنڈی کا سانحہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ناکام ہو چکی ہے اور ملکی خود مختاری کو داؤ پر

لگایا جارہا ہے۔ پاکستان میں فرقہ واریت اور فسادات کو طاغوتِ اکبر امریکہ سپانسر کر رہا ہے۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر میں آمدہ اطلاعات کے مطابق ملتان، رحیم یار خان، کراچی، صادق آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، چنیوٹ، گجرات، تلہ گنگ، کمالیہ، بورے والا اور متعدد دیگر شہروں میں بھی مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام احتجاج کیا گیا۔ مرکز احرار جامع مسجد مدنی چنیوٹ میں احتجاجی اجتماع منعقد ہوا جس میں مجلس احرار اسلام کے رہنما صوفی محمد علی احرار، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے نائب امیر مولانا قاری شبیر احمد عثمانی، اہلسنت والجماعت کے صدر مفتی محمد شعیب، تحریک طلباء اسلام کے ناظم مولوی محمد طیب چنیوٹی، تاجر رہنما چودھری شہباز احمد اور مجلس محبانِ آل واصحاب رسول علیہم الرضوان کے صدر محمد حنیف معاویہ نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ ایک طویل عرصہ سے مسلک اہلسنت والجماعت سے وابستہ علماء کرام، طلباء اور مدارس کو ٹارگٹ کیا جارہا ہے جس کا آج تک کوئی نوٹس لیا گیا۔ یک طرفہ ٹارگٹ کلنگ کی جارہی ہے۔ ملک میں امریکی اور ایرانی مداخلت کو روکا جائے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک خنجر بردار، مسلح ماتمی جلوسوں کو ان کی عبادت گاہوں تک محدود نہیں کیا جائے اس وقت تک امن کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

ملتان میں جمعہ کے احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سید صبیح الحسن ہمدانی نے کہا کہ ۱۰ محرم کو فتنہ پردازوں نے جس طرح انسانی خون سے ہولی کھیلی گئی اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ قرآن پاک، مسجد و مدرسہ پر ہلّہ بولا گیا۔ مدینہ مارکیٹ کو آگ لگادی گئی۔ پس طے ہوگیا کہ جمہوری ریاست مسلمانوں کو امن فراہم نہیں کرسکتی۔ ہم پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ قرآن کی تعلیم کے مدرسے پر حملہ کیا تعلیم پر حملہ نہیں ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایران میں ۶۵ فیصد شیعہ اور ۳۵ فیصد سنی آبادی ہیں اور جو حقوق ایران میں ۳۵ فیصد سنی کو حاصل نہیں اس سے ہزار گنا زیادہ آزادیاں پاکستان میں دو فیصد آبادی رکھنے والی کمیونٹی کو حاصل ہے۔

راہِ حسین رضی اللہ عنہ قربانی اور غیرت کی راہ ہے۔ دشمنانِ حسین ہمیشہ برباد ہی رہیں گے

مقررین مجلس ذکرِ حسین دارِ بنی ہاشم ملتان

ملتان (۱۶ر نومبر) دس محرم الحرام ۱۴۳۵ھ کو دارِ بنی ہاشم ملتان میں مجلس محبانِ آل واصحاب رسول علیہم الرضوان کے زیر اہتمام چالیسویں سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ کا پر شکوہ انعقاد ہوا۔ مجلس کا آغاز شہدائے کربلا کے ایصالِ ثواب سے ہوا۔ پہلی نشست سے مدیر ماہنامہ ”الاحرار“ ابنِ ابوذر حافظ سید محمد معاویہ بخاری مدظلہٗ نے خطاب کیا۔ انہوں نے سامعین سے مخاطب ہوتے ہوئے حادثۂ کربلا اور اسوۂ حسینی کی روشنی میں موجودہ حالات کی تفہیم و توضیح اور امت مسلمہ کے لیے منہجِ عمل اور طریقۂ اتباعِ حسین کی ضرورت و اہمیت پر زور ڈالا۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جماعتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے فردِ فرید اور اہلِ بیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن ستارے ہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی اس دور میں ہمارے لیے راہِ عمل کو روشن کرتی ہے۔

دوسری نشست کے آغاز میں مدرسہ معمورہ کے مدرس مولوی سید صبیح الحسن ہمدانی نے خطاب کیا۔ ان کی گفتگو کا موضوع واقعۂ کربلا کا پس منظر اور صدرِ اسلام میں خلافت کے ادارے کا تاریخی مطالعہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کے دل دوز سانحے کو شہادتِ عثمانی رضی اللہ عنہ کے حادثے کے پس منظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جن باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امامتِ برحقہ کے خلاف خروج کیا وہی قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کے ذمہ دار ہیں۔

مجلس کی اختتامی نشست میں خطیبِ بنی ہاشم جناب سید محمد کفیل بخاری مدظلہٗ زیبِ منبر ہوئے اور شہادتِ حسین کے حوالے سے نئی اور پرانی سبائی سازشوں کے مکروہ چہرے کو عریاں کیا۔ خاص طور پر موجودہ زمانے میں شہادتِ حسین کے واقعے سے اپنے ذاتی اور گروہی مفادات کی آبیاری کرنے والے افراد گروہوں اور جماعتوں کے بھیانک کردار پر شدید نقد کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہی لوگ دراصل دشمنانِ حسینؓ ہیں۔ جو اپنی حسینؓ واہلِ بیت دشمنی کو نام نہاد حُب کے پردے میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوئی دشمن کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ مجلس کے آخر میں قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے دعا کرائی۔

عبداللہ ابن سبا کی اسلام دشمن تحریک نے مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا (مجلسِ ذکرِ حسینؓ)

چیچہ وطنی (۱۶ر نومبر) مجلس خُدام صحابہ چیچہ وطنی کے زیر اہتمام مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی زیر صدارت منعقدہ سالانہ ”مجلس ذکر حسین“ رضی اللہ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے ممتاز محقق ومصنف حکیم محمود احمد ظفر نے کہا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید غیرت ہیں، اُن کی نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ ابن سبا کی اسلام دشمن تحریک نے مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا اور سبائی تحریک دراصل صحابہ دشمنی پر مبنی تھی۔ اِسی تحریک سبائیت اور رافضیت نے امت میں انتشار کے بیج بوئے اور امت کو سیدنا عثمان وسیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی المناک شہادتوں کے دن دیکھنے پڑے۔ انہوں نے کہا کہ رفض وکفر آج بھی مسلمانوں کو کمزور کرنے کی تحریکوں کو پروان چڑھا رہا ہے۔ لیکن ہماری کامیابی اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر عمل پیرا ہونے میں ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں تاریخ کا مطالعہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہی فائدہ دے سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام کے تمام صحابہ کرام خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی روشنی میں تنقید سے بالا ہیں۔ جو طبقات کسی ایک صحابی یا صحابہ کرام پر تنقید کرتے ہیں وہ اسلام اور رسالت ونبوت کے گواہوں کی نفی کرتے ہیں۔ ایسے فتنوں سے بچنے کی اشد ضرورت ہے۔ مرکزی مسجد عثمانیہ کے خطیب مولانا منظور احمد نے بھی خطاب کیا اور قرار دادیں پیش کیں جن میں کہا گیا کہ محرم الحرام میں امن وامان کے لیے امن کمیٹیوں کے اجلاسوں میں جو فیصلے ہوئے ان پر عمل درآمد نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے سرکاری انتظامیہ اور پولیس اپنی غیر جانبداری یقینی نہیں بنا سکی۔ دوسری قرار داد میں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور اہلسنت کی زبان بندی کے احکامات کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور زبان بندی کا حکم واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک اور قرار داد میں مطالبہ کیا گیا کہ حضرات صحابہ کرام اور اہلبیت پر تنقید پر سزا کا قانون بنایا جائے۔ کانفرنس کے بعد سوال وجواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔

حکومت سانحہ راولپنڈی کے ملزمان جلد گرفتار اور مسجد کی تعمیر نو کرے احرار اسلام راولپنڈی کے وفد کا مطالبہ

سانحہ راولپنڈی کے ملزمان کو گرفتار کرکے کڑی سزائیں دی جائیں تاکہ آئندہ کوئی مسجد میں داخل ہو کر نمازیوں اور طالب علموں کا قتلِ عام نہ کرے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام راولپنڈی کے وفد کے شرکاء نے خطیب ومہتمم جامعہ تعلیم القرآن مولانا اشرف علی سے واقعہ پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کیا۔ وفد حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری (مرکزی امیر مجلس احرار اسلام پاکستان) کی ہدایت پر جامعہ تعلیم القرآن آیا تھا جس میں چودھری غلام حسین صدر مجلس احرار اسلام راولپنڈی، مولانا پیر ابوذر

خطیب جامع مسجد جھنگی سیداں و جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام راولپنڈی اور عبدالرحمٰن علوی خادم احرار اسلام راولپنڈی شامل تھے۔ وفد نے مطالبہ کیا کہ حکومت مسجد و مدرسہ کی جلد از جلد تعمیر کروائے۔ شہداء کے ورثاء اور زخمیوں کو فوری طور پر معاوضہ دیا جائے اور ہر قسم کے مسلّح جلوسوں پر پابندی لگا کر دہشت گردی کے واقعات اور قیمتی جانوں کے ضیاع کو روکا جائے۔ (روزنامہ ''جنگ'' راولپنڈی، ۱۲رنومبر ۲۰۱۳)

تعلیم القرآن پر حملہ دو گروہوں کا تصادم نہیں بلکہ ایک گروہ کی چڑھائی ہے

لاہور (۲۵رنومبر) برطانیہ کے علمائے کرام کے ایک نمائندہ وفد نے لندن میں پاکستانی سفیر سے ملاقات کر کے تعلیم القرآن پر حملہ آور اسلحہ سے لیس افراد کے خلاف کارروائی اور ماتمی جلوسوں کو عبادت گاہوں تک محدود کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام کے دفتر میں آمدہ اطلاعات کے مطابق ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ناظم سہیل باوا، ختم نبوت ایجوکیشن سنٹر برمنگھم کے ڈائریکٹر مولانا امداد الحسن نعمانی، مولانا محمد اکرم، مجلس احرار اسلام برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد اور سیکرٹری جنرل عرفان اشرف چیمہ، مجلس احرار اسلام جرمنی کے امیر سید منیر احمد شاہ بخاری، محمد اسلم علی پوری (ڈنمارک) کے علاوہ ختم نبوت اسلامک کونسل ہانگ کانگ کے رہنماؤں نے سانحۂ راولپنڈی پر سخت اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ منکرین صحابہؓ دراصل عبداللہ ابنِ سباء کی غیر اسلامی تحریک تھی اور اب بھی تعلیم القرآن اور مسجد و مدرسہ پر جس طرح حملہ کیا گیا اور ظلم ڈھایا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر ملکی طاقتیں اس قسم کی طبقہ واریت کو ہوا دے رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لاشوں تک ورثاء کی رسائی نہ ہونے دینا حکومتی ظلم کی انتہا ہے۔ علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے بتایا ہے کہ بیرونِ ملک پاکستانی کمیونٹی شدید صدمے میں ہے اور یہ محسوس کرتی ہے کہ تعلیم القرآن پر حملہ دو گروہوں کا تصادم نہیں بلکہ ایک گروہ کی چڑھائی ہے، انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ نیٹو سپلائی کی بندش کے حوالے سے حکمران صاف گوئی سے کام لیں اور امریکہ اور اسکی جنگ سے لاتعلقی کا اعلان کریں انہوں نے کہا کہ اب وزیر داخلہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ''امریکی یقین دہانی پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا'' انہوں نے سوال کیا کہ مذہبی قوتیں تو شروع دن سے یہ بات کہہ رہی ہیں کہ امریکہ ناقابل اعتبار ہے انہوں نے کہا کہ حکومت اس دھوکے سے باہر نکلے ورنہ اقتدار چھوڑ دے۔

☆☆☆

لاہور (۲۷رنومبر) جنوبی افریقہ کے مختلف شہروں میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے زیر اہتمام موومنٹ کے مرکزی امیر مولانا عبدالحفیظ مکی کی دعوت پر پاکستان سے مختلف دینی رہنماؤں کا ایک قافلہ گزشتہ روز جنوبی افریقہ روانہ ہو گیا جن میں مولانا احمد علی سراج، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، سیّد محمد کفیل بخاری، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مفتی شاہد، قاری محمد رفیق وجھوی، مولانا بدر عالم، مولانا شمس الدین، مولانا شکیل اختر، ڈاکٹر ظفر اللہ بیگ اور دیگر رہنما شامل ہیں۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس نے بتایا کہ عالمی ختم نبوت کانفرنس کیپ ٹاؤن، جوہانسبرگ اور ڈربن میں منعقد ہونگی جن میں دنیا بھر سے ممتاز علمائے کرام، دینی رہنما اور سکالرز شرکت و خطاب کرینگے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جنوبی افریقہ میں جہاں قادیانیوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رکھا ہے بڑے پیمانے پر ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کرنے پر مولانا عبدالحفیظ مکی اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی قیادت کو مبارکباد پیش کی ہے اور کہا ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی قادیانی فتنہ سر اُٹھائے گا اہلِ حق وہاں پہنچیں گے اور قادیانیوں کا کفر و ارتداد پوری دنیا میں بے نقاب کیا جائیگا۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

- مولانا مہر محمد میانوالوی رحمۃ اللہ علیہ: ممتاز محقق، اور معتدل مزاج عالمِ دین، مولانا مہر محمد میانوالوی ۹؍ نومبر کو بن حافظ جی (میانوالی) میں انتقال کر گئے۔ مدح و دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عنوان پر تمام عمر مثبت جدوجہد کرتے رہے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔ ''مدرسہ قرآن وسنت'' قائم کیا۔ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائیں
- حافظ محمد طارق رحمۃ اللہ علیہ: بہاول پور میں ہمارے قدیمی محبّ و مہربان اور کرم فرما، بھائی حافظ محمد طارق ۱۳؍ نومبر کو انتقال کر گئے۔ ان کی نمازِ جنازہ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہٗ نے پڑھائی۔ مجلس احرار اسلام کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، مولوی سید عطاء المنان بخاری، قاری عبدالعزیز (بہاولپور) اور دیگر مقامی احرار کارکنوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔
- حاجی عبد القدیر مرحوم: مجلس احرار اسلام لاہور کے امیر حاجی عبد القدیر صاحب ۱۳؍ نومبر کو اچانک انتقال کر گئے۔ مرحوم گزشتہ ساٹھ برس سے مجلس احرار اسلام سے وابستہ تھے۔ ان کے والد مرحوم خواجہ انور مجید قدیم احرار کارکن تھے اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قید رہے۔ خواجہ عبد القدیر مرحوم کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ ۲۲؍ نومبر کو سید محمد کفیل بخاری نے ان کی قائم کردہ مسجد (گوالمنڈی، لاہور) میں خطبۂ جمعہ دیا اور بعد ازاں مرحوم کے بھائیوں خصوصاً خواجہ محمد ایوب اور بیٹوں سے تعزیت کی۔
- ممتاز مصنف، محقق مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ کے چھوٹے بھائی جناب مشتاق احمد ۲۳؍ اگست بعمر ۷۷ سال انتقال کر گئے۔
- ممتاز صحافی جناب رؤف طاہر کی اہلیہ گزشتہ ماہ رحلت کر گئیں۔
- ملک خادم حسین ناصر بھٹی، جلال پور ۲۰؍ نومبر کو انتقال کر گئے۔
- مدرسہ معمورہ کے استاد مولانا محمد اکمل اور مفتی نجم الحق کی بھتیجی ۲۷؍ نومبر کو انتقال کر گئیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

دعائے صحت

- جناب عزیز الرحمٰن سنجرانی: مجلس احرارِ اسلام ضلع ملتان کے سابق ناظم و رکن مرکزی مجلس شوریٰ۔ ان دنوں شدید علیل ہیں
- چودھری محمد اکرام: مجلس احرارِ اسلام لاہور کے قدیم کارکن اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن۔ گزشتہ کئی ماہ سے علیل ہیں
- محمد بشیر چغتائی: مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق سفیر اور مجلس احرار اسلام کے مخلص کارکن، گزشتہ تین برس سے علیل ہیں

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

اشاریہ ''نقیبِ ختم نبوت'' (2013ء)

مرتب: محمد یوسف شادؔ

دل کی بات (اداریہ) :

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
نیا سال، وہی دشت نوردی!	مدیر	جنوری	2
نئے انتخابات کی تیاریاں اور حالات کا رُخ	مدیر	فروری	2
عالمی استعمار، امن وامان اور انتخابات	مدیر	مارچ	2
پانچ سالہ دورِ حکومت، انتخابات اور مستقبل؟	مدیر	اپریل	2
''وطن آ گیا لٹیروں کی زد میں''	مدیر	مئی	2
نئی حکومت، پرانے مسائل، نئی توقعات	مدیر	جون	2
پرویز مشرف پر غداری کا مقدمہ	مدیر	جولائی	2
نئے صدر مملکت کا انتخاب، امن وامان اور مسلم ممالک کی حالتِ زار	مدیر	اگست	2
زرداری کی واپسی، جمہوریت کی مضبوطی اور نواز شریف کی مشکلات	مدیر	ستمبر	2
اقوامِ متحدہ میں وزیر اعظم نواز شریف کا خطاب اور ملکی صورتِ حال	مدیر	اکتوبر	2
وزیر اعظم کا دورۂ امریکہ......؟	مدیر	نومبر	2
شیعہ سنی فسادات......تاریخ پس منظر اور حل	صبیح ہمدانی	دسمبر	2

ادبیات:

'' مجدّدِ اعظم''	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مئی	19
نذرانۂ عقیدت بحضور امیر المؤمنین، خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	حضرت شوقی اسعدی، انبالوی	جون	29
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا ابوالکلام آزادؒ	جولائی	32
ماہِ صیام..........خیر مقدم	ساغر صدیقی	//	33
اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	شورش کاشمیریؒ	اگست	33
بارگاہِ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	بشر حسین ناظم	ستمبر	29
سیکولر فقیر	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	30
حج بیت اللہ کو یاد کر کے..........!	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ	اکتوبر	31
مکہ معظّمہ (پروفیسر محمد فیق اذفر) نعت رسول مقبول صلی اللہ وسلم	پروفیسر محمد اکرام تائب	//	32
بچے کو کچھ نہ کہنا!	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	33

قادیانیت آغا شورش کاشمیری کی شاعری کے آئینہ میں	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	//	34
شہیدِ تیغ ابنِ سباء، امام مظلوم، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ	نومبر	47
قادیانیت آغا شورش کاشمیری کی شاعری کے آئینہ میں (آخری قسط)	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	//	49
نعت بحضور خاتم النبیین ﷺ	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ	دسمبر	33
منقبت در مدح اصحابِ محمد علیہم الرضوان	محمد سلمان قریشی	//	34
مَدینہ مُنوّرہ (زادھا اللّٰہ تنویراً)	پروفیسر محمد رفیق آذفر	//	36

شذرات:

آئینی قراردادِ اقلیت بارے نامناسب رویہ	عبداللطیف خالد چیمہ	فروری	4
بیرون ممالک قادنی ریشہ دوانیاں اور پاکستان	//	مارچ	3
انتخابات ۲۰۱۳ء اور قادیانی، جرمن ریاست ''ہیسن'' میں مسلم بیداری	//	مئی	4
قادیانی جماعت کو جرمنی میں قانونی حیثیت دے دی گئی۔ احرار سے تعاون فرمایئے	//	جولائی	4
7رستمبر یوم تحفظ ختم نبوت (یوم قراردادِ اقلیت)	//	اگست	4
شیعہ سنی فسادات، اسباب وعوامل	//	ستمبر	4
اسلامی سزاؤں کے خلاف مہم! تحریکِ انصاف اور قانون توہین رسالت	//	اکتوبر	3
دہشت گرد کون؟ برونائی میں اسلامی قوانین کا نفاذ، مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز کا خطبۂ حج	//	نومبر	4
دہشت گردی اور ہمارے کالم نویس!، تحریک انسدادِ سود کا قیام	//	دسمبر	4

دین ودانش:

بہارِ باغ رسالت کی آمد آمد ہے	سید محمد ذوالکفل بخاری شہید رحمۃ اللہ علیہ	جنوری	4
اُمّتِ محمدیہ کے ۷۳ فرقوں والی حدیث	مولانا محمد مغیرہ	//	7
تاریخ ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۱)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	13
آیت تبلیغ اور امامت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	22
''بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست''	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	فروری	6
رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	10
تاریخ وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم (آخری قسط)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	13
آیت! کمالِ دین	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	20
تاریخ وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم (قسط اوّل)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	مارچ	10
خاندان ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں (قسط اوّل)	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	//	22
حدیث موالاۃ اور امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	اپریل	4
خاندانِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں (آخری قسط)	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	//	13

خاندان فاروقی رضی اللہ عنہ کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں (قسط اوّل)	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	مئی	8
خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	16
انتخاب خلفائے خمسہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	جون	4
خاندانِ فاروقی رضی اللہ عنہ کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں (آخری قسط)	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	//	15
امیر المؤمنین خلیفہ راشد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	جولائی	8
خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	24
رمضان شریف کے احکام وفضائل	مفتی سید عبدالکریم گھمتلوی رحمہ اللہ	//	26
ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الطاہرہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	اگست	7
انتخاب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	13
خاندانِ عثمانی رضی اللہ عنہ کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں (قسط اوّل)	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	//	21
سلام، اے شہیدِ راہِ خدا، سلام	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	29
وحی، عصمت، انبیاء اور ''ختم نبوت'' قرآن وحدیث کی روشنی میں	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	ستمبر	12
خاندانِ عثمانی رضی اللہ عنہ کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں (قسط دوم)	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	//	20
سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	25
قربانی............حکمت اور مسائل واحکام	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	اکتوبر	17
انتخاب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	25
خاندانِ عثمانی رضی اللہ عنہ کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں (آخری قسط)	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	//	27
امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حیات مبارکہ کے چند گوشے	محمد عرفان الحق	نومبر	17
دشمنانِ امام مظلوم سیدنا عثمان کا عبرتناک انجام	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	22
شہیدِ غیرت، نواسہ رسول سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما شخصیت وکردار	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	26
''واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر''......کا افتتاحیہ	حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ	//	37
انتخاب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ (قسط نمبر 1)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	دسمبر	16
حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما اہل سنت والجماعت کی نظر میں	مفتی ابوالخیر عارف محمود	//	22

گوشہء ادب:

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	فروری	23
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیۂ مبارک	کامل الہ آبادی	//	24
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	ابوسفیان تائب	//	25
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	ہری چند اختر	//	26
شہید بھائی! ذوالکفل بخاری رحمہ اللہ کی یاد میں دو نظمیں	غم زدہ بہن	//	27

افکار:

پرویز نام تبدیل کیا جائے ...... ہے کوئی سعید روح؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	جنوری	32
طلوع صبح صادق	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	فروری	28
مولانا نورانی کا طاہر القادری کو اپنی اصلاح کا مشورہ	پیر اعجاز ہاشمی کی گفتگو	//	30
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سرخ پوشانِ احرار	محمد یونس عالم	مارچ	28
شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور عصر کے چیلنج	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	اپریل	19
امانتیں اور ذمہ داریاں اہل بیت والوں کے سپرد کرو	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	24
شیر دے پتر ....!	ابوطلحہ عثمان	//	26
اسلام براستہ جمہوریت	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	مئی	24
میں ڈرتا ورتا کسی سے نہیں	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	36
جمہوری سیاست اور سید مودودی	ڈاکٹر عبد القہار قاسمی	//	38
الیکشن	پروفیسر محمود الحسن قریشی	//	42
بھیڑیا اور شیر	ابوطلحہ عثمان ایم اے	جون	47
یہ راستے کدھر جاتے ہیں	ابوطلحہ عثمان ایم اے	جولائی	34
گڈ اور بیڈ کا پروپیگنڈا	مولانا سہیل باوا	//	36
روہنگیا مسلمانوں کا جرم؟	ابوعمار زاہد الراشدی	//	38
کیا ملالہ ملالہ لگا رکھا ہے؟	وسعت اللہ خان	اگست	34
چُلّو میں اُلّو	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	37
بڑا گدھا	ابوطلحہ عثمان ایم اے	//	41
کلمۂ اتحاد .... نئی حکومت نئی چیلنجز	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	ستمبر	6
دہشت گردی کو سوئچ آف کیجیے	ابوطلحہ عثمان ایم اے	//	8
کیا وزیر اعظم اپنے عہد کو بھول گئے	انصار عباسی	//	10
فتنہ سامان طالبان اور .... کو نکیل ڈالیں۔	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	اکتوبر	8
حق و باطل میں تفریق .... دین اسلام کا امتیاز!	مولانا عوام دوست	//	10
غیر ملکی دباؤ پر قادیانی مخالف تنظیموں کو ہراساں کیا جائے گا	سیف اللہ خالد	//	14
"کلمہ پڑھا ہوا ہے"	عاطف بیگ	نومبر	6
ملالہ اور اس کے پرموٹرز	اوریا مقبول جان	//	8
کیا یہ وہی ملالہ ہے؟	انصار عباسی	//	11
"شیزان" ...... اپنی خریداری کا جائزہ لیں	ام عبد منیب	//	13

''آدابِ حکمرانی کورس'' داخلہ محدود ہے	پروفیسر حمزہ نعیم	دسمبر	7
غلطیہائے مضامین...... بہ سلسلہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	سید محمد کفیل بخاری	//	9

یادِرفتگان

استاذ القراء قاری محمد یعقوب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	محمد عبدالرحمٰن جامی	جنوری	34
ماں کا صدمہ	حبیب الرحمٰن بٹالوی	فروری	43
مولانا قاری عبدالحیٔ عابد رحمۃ اللہ علیہ...... چند یادیں	عبدالکریم قمر	مارچ	36
''میرا مُنّا''......! سید محمد ذوالکفل بخاری رحمۃ اللہ علیہ	سیدہ اُمِّ ذوالکفل رحمۃ اللہ علیہا	نومبر	54
مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے	شعیب ودود	دسمبر	43

نقد ونظر

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ پر ڈاکٹر صفدر محمود کے اعتراضات کی حقیقت	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	مارچ	31
امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ کے خلاف معروف سبائی ڈاکٹر رضوان ندوی کی ہفوات کا جواب	محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ	ستمبر	31

مطالعۂ قادیانیت:

مرزا قادیانی، امام وقت یا دجّال وقت	سید منیر احمد بخاری	جنوری	46
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مرزا قادیانی کے چالیس جھوٹ	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	فروری	46
لاہور میں قادیانیوں کے پریس پر چھاپہ توہین رسالت پر مبنی کتابیں درآمد	سیف اللہ خالد	//	55
لاہور میں قادیانیوں کے اشتعال انگیز لٹریچر کی طباعت	سیف اللہ خالد	اپریل	54
بھارتی قادیانیوں اور ہندو انتہا پسندوں میں گٹھ جوڑ	احمد نجیب زادے	//	56
لاہور میں قادیانیوں کا ایک اور تبلیغی مرکز پکڑا گیا	سیف اللہ خالد	مئی	53
اُمّتِ مسلمہ کے خلاف قادیانیت کی نئی صف بندی	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	//	56
لفظ ''خاتم النبیین'' کی معنوی تحریف اور قادیانیوں کا انکارِ ختم نبوت	مولانا محمد مغیرہ	جون	56
احمد یوسف کیس	سیف اللہ خالد	جولائی	48
قادیانیوں نے الجزائر کو ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز بنالیا	علی بلال	//	51
ماہِ رمضان میں قادیانیوں کی سرگرمیاں بڑھ گئیں	''امت'' رپورٹ	اگست	56
دجّال قادیاں کی تحریفات اور کذب بیانیاں (قسط اول)	حافظ عبیداللہ	نومبر	58
دجّال قادیاں کی تحریفات اور کذب بیانیاں (قسط دوم)	حافظ عبیداللہ	دسمبر	45

گوشۂ خاص بیاد: بنتِ امیر شریعت سیدہ اُمِّ کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا

سیدی وابی	سیدہ س بخاری	اپریل	27
میری نانی امّاں	بنت سید وقار الحسن	//	35

بنو ہاشم کی اکلوتی شہزادی	سیدہ اُمِ مزملہ بتول	//	39
بنتِ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا......ایمان افروز یادیں	بنتِ بستان عائشہ	//	42

منقبت:

درمدح سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	محمد سلمان قریشی	مارچ	27
درمدح سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ	//	اپریل	18
درمدح خلیفۃ الرّسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	//	جولائی	32
درمدح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ	//	نومبر	48

آپ بیتی:

ورق ورق زندگی (قسط۲۰)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جنوری	36
ورق ورق زندگی (قسط۲۱)	پروفیسر خالد شبیر احمد	فروری	32
ورق ورق زندگی (قسط۲۲)	پروفیسر خالد شبیر احمد	مارچ	39
ورق ورق زندگی (قسط۲۳)	پروفیسر خالد شبیر احمد	اپریل	48
ورق ورق زندگی (قسط۲۴)	پروفیسر خالد شبیر احمد	مئی	45
ورق ورق زندگی (قسط۲۵)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جون	38
ورق ورق زندگی (قسط۲۶)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جولائی	36
ورق ورق زندگی (قسط۲۷)	پروفیسر خالد شبیر احمد	اگست	36
ورق ورق زندگی (قسط۲۸)	پروفیسر خالد شبیر احمد	ستمبر	30
ورق ورق زندگی (قسط۲۹)	پروفیسر خالد شبیر احمد	اکتوبر	45
ورق ورق زندگی (قسط۳۰)	پروفیسر خالد شبیر احمد	دسمبر	37

تحقیق

اہلِ مدینہ کا قبرستان (جنت البقیع)	حافظ عبید اللہ	جون	32
۲۲ر رجب کے کونڈے	عنصر صابری	//	38
کونڈا نامہ	مولانا محمود الحسن بدایونی	//	44

الافتاء

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کے میں بارے میں استفسار اور اس کا جواب	مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ	نومبر	44
عکسِ تحریر	مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ	//	46

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

جنوری: نام کتاب: حسنِ انتخاب ، مرتب: مولانا عماد الدین محمود۔ ص۵۱

نام کتاب: دروس و بیانات ختمِ نبوت ، مرتب: مولانا اللہ وسایا۔ ص۵۱

نام کتاب: لانبی بعدی ، شاعر: پروفیسر ڈاکٹر اعجاز حسن خٹک۔ ص۵۱
نام کتاب: تذکرہ وسوانح الامام الکبیر ، مرتب: مولانا عبدالقیوم حقانی۔ ص۵۲
نام کتاب: انوارالسوانح ، مرتب: ڈاکٹر غلام محمد کھچی۔ ص۵۲
نام کتاب: اباجی، ابن مولانا محمد عظیم غوری زرگر۔ ص۵۲
نام کتاب: دفاع امام ابوحنیفہ، مرتب: مولانا عبدالقیوم حقانی۔۵۲
نام کتاب: محاسبہ قادیانیت (حصہ اوّل)، مرتب: مولانا مشتاق احمد چنیوٹی۔ ص۵۳

مارچ: نام کتاب: زنا کی سنگینی اوراس کے برے اثرات ، مؤلف: پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی۔ ص۴۷
نام کتاب: والد کا پیغام اولاد کے نام ، مؤلف: مولانا عبدالقیوم حقانی۔ ص۴۸
نام کتاب: تاثر ومکاتیب حضرت مولانا محمد عبدالمعبود، مرتب: حافظ محمد طیب حقانی۔ ص۴۸
نام کتاب: اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال، جمع وترتیب مولانا مفتی عبدالنعیم حقانی
نام کتاب: ماہنامہ ''انوارِ اسلام'' (حیاتِ شاد نمبر) ، مدیراعلیٰ: مولانا مفتی محمد احمد انور۔ ص۴۹

اپریل: ''سیدی وابی''............داستان حیاتِ امیر شریعت ، ڈاکٹر بصیرہ عنبرین

جولائی: نام کتاب: عقیدۂ امامت اور خلافتِ راشدہ، مؤلف: مولانا قاضی محمد طاہر الہاشمی۔ ص۵۳

ستمبر: نام کتاب: صحابۂ کرامؓ کا باہمی اعتماد۔ چندنا قابل تردید حقائق، مرتب: مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی۔ ص۵۵
نام کتاب: اے میرے لختِ جگر!، مرتب: ابوعثمان ماسٹر عبدالروٗف۔ ص۵۶
نام کتاب: الصرف الحسن، مؤلف مفتی ابوالحسن قادری۔۵۶

اکتوبر: نام کتاب: قرآن مجید ایک تعارف، مؤلف: مولانا ڈاکٹر محمود احمد غازی۔ ص۵۵
نام کتاب: قرآن کیا کہتا ہے، مؤلف: مولانا سید عزیز الرحمٰن۔۵۵
نام کتاب: مقصد بعثت اور رسومات میلاد، تحقیق وتخریج: مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ۔ ص۵۵
ماہنامہ تعمیر افکار (اشاعت خاص، مطالعۂ سیرت اور عصر حاضر) 2 جلد۔ ص۵۶
نام کتاب: تحقیق روایت انامدینۃ العلم مصنف ابوعبدالعزیز خلفیہ بن احمد، مترجم: سید فاروق حسین۔ ص۵۶

نومبر: تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل (جلد اوّل)، مؤلف: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی۔ ص۵۷

ترحیم (مسافرانِ آخرت):

جنوری: مدرسہ معمورہ کے سفیر بھائی عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ، بہن و بھانجی شیخ الطاف الرحمٰن، شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی حکیم حسنین اختر (سلیمی دواخانہ ملتان)، اہلیہ محترمہ پروفیسر خالد شبیر احمد، حضرت مولانا عبدالستار تونسوی ڈاکٹر سید عبدالرحمٰن مدنی

فروری: اہلیہ مرحومہ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری، مولانا قاضی حسین احمد مرحوم، اہلیہ قاری عبدالقیوم (لاہور)

مارچ: مولانا قاری عبدالحئی عابد، مفتی عبدالمجید دین پوری، شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

اپریل: سید خلیل الرحمٰن بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)، عطاء اللہ مرحوم (ابن چودھری لیاقت علی)

مئی: مہر محمد ظفر سرگانہ (والد مرحوم مولانا فیصل متین سرگانہ)، حاجی عبدالعزیز (احمد سویٹس والے)، حکیم منظور احمد (چیچاوطنی)

جون: حاجی محمد ثقلین کھیڑا مرحوم، ہمشیر مرحومہ مولانا عزیز الرحمٰن خورشید، بنت مرحومہ چودھری محمد ارشد مہدی

جولائی: ہمشیر صاحبہ صوفی محمد اسحٰق (بستی مولویان)، قاری عبدالغفار نقشبندی، والدہ مرحومہ رانا محمد طاہر شفیق (کبیر والہ)

اگست: والد ماجد بھائی سعید احمد (قاسم بیلہ)، حافظ محمد عرفان (باٹا شوز) ملتان، سید محمد سعید اندرابی (پٹنہ، بھارت)

ستمبر: حکیم محمد رفیق خادم، مولانا عبدالرشید (چیچہ وطنی)، حکیم مسعود اختر (سلیمی دواخانہ)

اکتوبر: محمد اشرف (سیالکوٹ)، مولانا قاری رشید احمد نقشبندی، محمد الیاس میراں پوری کے نومولود فرزند محمد ذوالکفل

نومبر: قاری کریم نواز رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد رشید قاری رحیم بخش پانی پتیؒ، ہم درس اور ساتھی ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ)، ہمشیر مرحومہ قاری محمد سالک

دسمبر: مولانا مہر محمد میانوالوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد طارق رحمۃ اللہ علیہ بہاول پور، مجلس احرار اسلام لاہور کے امیر حاجی عبد القدیر مرحوم، مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ کے چھوٹے بھائی جناب مشتاق احمد مرحوم، ممتاز صحافی جناب رؤف طاہر کی اہلیہ گزشتہ ماہ رحلت کر گئیں، ملک خادم حسین ناصر بھٹی، جلال پور پیروالا، مدرسہ معمورہ کے استاد مولانا محمد اکمل کی بھتیجی

کھانسی نزلہ زکام
صُدوری اور سُعالین فوری آرام!
FOR COUGH & COLD
Suduri
صُدوری
Hamdard
ہمدرد

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱)...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کئیر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔